آل النبی ذریعتی وهم الیه وسیلتی
ارجو بهم اعطی غدًا بید الیمنیٰ صحیفتی

مناقب السادات

حصۂ اول

جسمیں اندرابی سادات کے علاوہ ہمدانی - قادری نقشبندی
منطقی - بیہقی - رفاعی - رضوی وغیرہ سادات کے نہایت تحقیقات سے
تذکرے قلمبند کئے گئے ہیں

مصنفہ
مولوی محمد شاہ سعادت مفتی سرینگر مورخ کشمیر

سنہ ۱۳۵۶ھ

مولوی محمد شاہ صاحب نے صابر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام منشی ذاکر حسین چھپوا کر

مناقب السادات

عرصہ سے میرے دماغ میں یہ خیال بسا تھا۔ کہ ایک رسالہ لکھا جائے۔ جو کہ اندرابی سادات کے مشاہیر کشمیر کے علمی و عملی فضایل کمالات کے تذکرے پر مشتمل ہو۔ لیکن چند مشاغل خصوصاً عدم استطاعت اور لوگوں کی غفلت شعاری دیکھکر ایسے رسالے کی ترتیب کی ہمت نہیں ہوئی تھی۔

آخر الامر خدا بھلا کرے چند حساس احباب کا۔ جنہوں نے اس تحریک کے اظہار کے لئے راقم کو تقویت بخشی۔ اور رسالہ ہذا کی جس کا نام

"مناقب السادات" رض

رکھا گیا ہے۔ ترتیب و تکمیل میں مدد دی۔ اس رسالہ میں نہ صرف اندرابی سادات جناب میر میرک اندرابی کے خاندانی کارنامے اور ان کے ذاتی فضایل اور انکے اولاد و احفاد کے تذکرے درج کئے گئے ہیں۔ بلکہ منطقی، بیہقی، رضوی، نقوی، اور ہمدانی سادات کے تذکرے درج کئے گئے ہیں۔ یہ بات بلاخوف تردید بیان کیجاتی ہے کہ مسلم باشندگان کشمیر جناب سید عبدالرحمن بلبل شاہ[1]، سید علی ہمدانی میر محمد ہمدانی اور دیگر سادات کی مساعی جمیلہ کی شکر گذاری جس قدر کہ ادا کریں۔ بجا ہے اور حق بجانب ہے۔ جو کہ جبر و اکراہ تیغ و تلوار سے نہیں۔ بلکہ صوفیانہ مرنجان مرنج اعتدال پسند پالیسی اور اخلاق محمدی سے کام لیتے ہوئے نفس شہر سرینگر کے اندر اور دیہات۔ قصبہ جات میں دورہ کرکے خالص توحید پرستی سنت مذہب اسلام کی نشر و اشاعت میں سرگرم ساعی رہے۔ ایسے ساعی رہے کہ اعلیٰ پیمانے پر

---

[1] سنہ ۷۲۵ھ میں اسوقت جبکہ کشمیر کی حکومت کا مالک راجہ ریچن تھا۔ آپنے کشمیر میں تشریف فرمایا۔ ۴
اور اسلامیہ دین محمدی کی اشاعت کا فریضہ بوجہ احسن بجا لایا۔ خانقاہ بلبل شاہ اور بلبل لنگر آپکے نام پر یادگار رہا

۳ ۷۲۷ھ میں آپ نے انتقال کیا۔ خاص اللہ آپ کی تاریخ وفات ہے۔ محلہ بلبل لنگر میں دریائے بہت کے کنارے یہ آپ کی زیارتگاہ موجود مشہور ہے۔

کامیاب ہوئے۔ ۳۷ ہزار نفوس کی بڑی تعداد کا پرانی ملت و مذہب کی رسم ادا کرنے سے بے تعلق ہو کر اسلام کے سچے مذہب کے دائرے میں لانا جناب امیر کبیر میر سید علی الہمدانی کی جدوجہد کا ایک کرشمہ تھا۔ سادات کے علاوہ مشہور اولیاء مشائخ مثل قطب العالم شیخ بہاؤالدین گنج بخش، شیخ العالم شیخ نورالدین ریشی، محبوب العالم مخدوم شیخ حمزہ وغیرہ نے بھی عام تبلیغ کے اشغال و اعمال سے کام لیکر روحانی دہبانت اسلامی تعلیمات کے رازو رموز کو ایسے طرز و طریقہ سے منکشف کیا۔ جو کہ مافوق تصور کیا جاتا ہے۔ ابوالفقرا بابا نصیب الدین غازی بجیاری جیسے روشن ضمیر خدارسیدہ بزرگ کی نسبت تاریخی قابل تذکرہ بہ حوالہ موجود ہے۔ کہ ایک لاکھ نفوس نے آپ کے روحانی جذبات کے بدولت اسلام کے زمرے میں آکر حق حقیقت شناسی کا خاص درجہ حاصل کیا۔ ان باتوں کے پیش کرنے سے ہمارا یہ مقصد ہے کہ پڑھنے والے دیکھیں اور بخوبی ذہن نشین کریں۔ کہ اسلام مذہب سنت خالص توحید پرستی کی تمام نشرو اشاعت کا مؤثر ترا ذریعہ بظاہر تہذیب الاخلاق، روحانی عملیات اور صوفیانہ اشغال کا جذبہ تسلیم کیا جاتا ہے۔ عربی میں ایک مشہور مثل ہے۔ قصص الاولین موعظۃ للآخرین فی الحقیقت بندگان سلف کے کارناموں کے اندراج کا مقصد یہ ہے۔ کہ خلف اپنی اسلاف کے زرین کارناموں کو بھول نہ دیں۔ اور قابل تعظیم بزرگوں کے حالات ہر وقت پیش نظر رکھے۔ اور جن کو خدا نے سعادت ہدایت کی توفیق دی ہو۔ وہ اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلکر دنیا میں عزت اور نیکنامی حاصل کریں۔ بلکہ اپنے طرز عمل سے اپنے بزرگوں کے اسمائے گرامی کو حیات جاوید کا خلعت پہناویں۔ بہت کم لوگ ہیں۔ جو کہ صحیح طور پہ یہ جانتے ہیں۔ کہ ہم کون تھے۔ کہاں سے آئے۔ کس حالت میں آئے۔ کیا کیا تبدیلیاں ہوئیں۔ اور ہم جو آسمان ترقی پہ تھے۔ اب تو بیقدری بے اعتباری کی حالت میں کس طرح پڑ گئے ہیں۔ اور اب اس سے نکلنا چاہئے۔ تو کس طرح نکل سکتے ہیں۔ انکو صرف یہی شوق ہے۔ کہ وہ پدرم سلطان بود کہلائیں حالانکہ وہ نہیں جانتے ہیں

ابتدا

ہر ایک مسلمان پر ایسے بزرگوں کی نسبت شرعی تعظیم و تکریم کے اداب بجالانا ضروری ہے۔ جن کا حسبی نسبی تعلق جناب رسول مقبول محمد عربی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات با برکات سے ملتا ہے۔

ایسے متعلقین منسوبین کی مشروعانہ تعظیم کرنا دراصل جناب محمد عربیؐ کی تعظیم و تکریم کی خاص علامت تسلیم کیجاتی ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ سب تقدس و تبرک اس پر مشروط اور موقوف ہے کہ ایسے اصحاب و سادات کا انتساب جناب رسالت مآب سیدنا محمد العربیؐ کی ذات پاک اور ان کے اوصاف مقدسہ سے صحیح اور مستند ہو۔ دراصل سید وہ ہے۔ جس کو حضرت امام حسن مجتبیٰؓ امام حسین شہید کربلا کی توسط سے جناب نبی کریمؐ تک سلسلہ وار معتبر و مصدقہ تعلق ہو۔ جلیل القدر سید وہ ہے۔ جس کا تعلق جناب رسالت پناہ احمد مجتبیٰؐ سے بھی ملتا ہو۔ اور اوصاف حمیدہ بھی رکھتا ہو۔ بہرصورت سادات کا درجہ قومیت اور مذہب کے لحاظ سے مسلمانوں میں ایک امتیازی اعزازی درجہ ہے

اندرابی سادات

سرزمین کشمیر کے سادات کے قبائل کی تقسیم اس طرح ہے۔ ہمدانی۔ نقشبندی منطقی۔ بیہقی، اندرابی، قادری، ددارکی۔ دہ بیدی، بخاری، جلالی، رضوی، رفاعی۔ اندرابی۔ سادات کے خدنیہ گوار جناب سید محمد بیبرک اندرابی کو جو مخصوص امتیاز حاصل ہوا ہے۔ اس کا اندازہ اسے بھی ہو سکتا ہے کہ خواجہ محمد اعظم دیدہ مریؒ

باباداؤد خاکیؒ۔ باباداؤد مشکوتی۔ خواجہ اسحق نادچو۔ ملا دبہاؤالدین متو، ملا احمد بن
عبدالصبور ہادی۔ پیرزادہ حسن شاہ کھویہامی، میر سید سعداللہ شاہ آبادی، میر
حسین شاہ قادری حائیکدلی، عبدالوہاب سابق امیرالدین پکلیوال وغیرہ[عمل] نے بالاتفاق
ان کی سیادت و ذاتی فضیلت کا تذکرہ کیا ہے۔ خاصکر مولانا شیخ المشایخ باباداؤد
خاکی رحمۃ کے قصیدہ لامیہ کی شرح قابل ملاحظہ ہے۔ جس میں مفصل حالات
جناب میر میرک صاحب اندرابی مندرج ہیں۔ جناب باباداؤد خاکی کی تحریر
کو اس وجہ سے قابل اعتماد مصدق تصور کرتے ہیں۔ کو جناب میر میرک اندرابی
اپنے ذاتی حالات کا تذکرہ کرتے تھے۔ بلاواسطہ باباداؤد خاکی اپنی مصنفہ کتاب میں
درج فرمائے تھے۔ اندرابی سادات کے متوسلین سرزمین کشمیر کے اتنے بڑے
احاطے میں موجود ہیں اب تک جناب موصوف کا نام مبارک ہندوستان و
کشمیر کے اکثر منسوبین خاندان اندرابی کا بمذاق صوفیانہ، ہر بجاں مرنج طرز عمل
پسندیدہ اخلاق، شستہ اطوار، روحانی تعلیمات کی رہبری۔ ایسے نیک یادگاریں
ہیں۔ جن سے ان کے جد امجد کا نام مبارک مرور ایام کے ساتھ چمکتے ہوئے
ستارے کے مانند رہا ہے اور رہیگا۔ اس امر کی ضرورت لاحق ہوئی کہ
آپ کے سوانحات عمر کا تذکرہ قلمبند کیا جائے۔ اور یہ تذکرہ جتنا بھی ہو۔ کم ہے
کیونکہ درستی اخلاق و عادات کیلئے ایسی بزرگ ہستیوں کی سرگذشت سبق
آموز متصور ہے

[عمل] موجودہ زمانے میں جب کہ بزرگان دین مشاہیر کشمیر کے سوانحات عمر قلمبند کئے گئے "تحفہ محبوبی"
ازحد مصدقہ جاننا چاہئے۔ یہ کتاب جناب محبوب العالم مخدوم شیخ حمزہ کے مفصل حالات کی پوری اطلاع
دیتی ہے۔ بعض حضرات کے عنوان میں یہ کتاب جناب میر میرک اندرابی کی نسبت حضرات ناظرین
کو کافی معلومات بہم پہنچاتی ہے۔ عرائس المشایخ اور خدام مجاوروں کے ناگفتہ بہ حالات پر روشنی ڈالتی ہے

نسب نامہ

نفس مضمون زیر بحث لانے سے پیشتر اس امر کی توضیح ضروری معلوم ہوتی ہے۔ کہ صدر موصوف جناب میر میرک اندرابی صاحب کا خاندانی نسب نامہ کہاں تک جا کر کس امام سے ملتا ہے۔ واقعات کشمیر[1]۔ شرح قصیدۂ لامیہ، باغ سلیمان، خوارق السالکین، اسرار الاخیار۔ درجات السادات، اور اسرار الابرار، غرض ہر قسم کتابیں، دریافت طلب باتوں کے متعلق مطلقاً خاموش ہیں۔ مگر پرانے دائرے کے شجرے اور فتوحات[2] قادریہ ایک مشہور تذکرہ ہمارے پاس موجود ہے، وہ آپ کا نسب نامہ یوں بیان کرتا ہے کہ جناب میر میرک اندرابی ابن میر شمس الدین ابن میر ابراہیم ابن میر احمد ابن میر شمس الدین ابوالقاسم ابن میر شرف الدین محمود ابن میر جلال الدین ثانی ابن میر عبد المطلب ابن میر جلال الدین ابراہیم ابن میر ابو الحارث

---

[1] ۱۱۴۸ھ میں واقعات کشمیر تصنیف ہوئی جو کہ خواجہ محمد اعظم دیدہ مری سے یادگار ہے۔ ۱۱۹۴ھ میں باغ سلیمان یعنی تاریخ میر سعد اللہ خان شاہ آبادی حوالہ قلم ہوئی ہے۔ ملا احمد بن عبد الصبور ہادی نے ۱۱۰۹ھ خوارق السالکین ایک بڑی کتاب تصنیف کی ہے۔ تاریخ حسن کی تیسری جلد یعنی اسرار الاخیار ۱۳۰۵ھ میں تصنیف ہوئی خواجہ محمد اسحٰق نادہ جو سے درجات السادات ایک بڑا تذکرہ یادگار ہے۔ جو کہ ۱۱۰۵ھ میں زیب قرطاس ہوا ہے۔ ابو المظفر جہانگیر کے عہد حکومت ۱۰۶۳ھ میں اسرار الابرار ایک بڑی کتاب حوالہ قلم ہوئی۔ جو کہ بابا داؤد مشکوتی گندربوری نے تصنیف کی ہے۔

[2] جہاں تک میرا ذاتی علم ہے۔ میں فتوحات قادریہ کے اکثر مضامین کو وقعت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کیونکہ میر حسین شاہ قادری نے یہ کام کیا ہے۔ کہ مولوی شیخ احمد واعظ۔ واعظ عزیز اللہ۔ حافظ غلام محی الدین امام مسجد گاڈہ یار مولوی محمد شاہ قدیمی۔ خواجہ حسن شاہ شعری کلاشپوری۔ غلام محمد مشتری اپنے گھر میں بلا کر ان کا وقت گیرہ صرف کئے ہیں۔ تاکہ یہ کتاب منقولات

ابن میر ابو القاسم ابن میر حسن ابن میر مسلم اندرابی ابن میر ابو العلا ابن میر ابو یعلی محمد ابن میر اکبر ثانی ابن میر عبد اللہ اعرج ابن میر حسین اصغر ابن سیدنا امام موسیٰ کاظم ابن سیدنا امام جعفر صادق ابن سیدنا امام محمد باقر ابن سیدنا امام زین العابدین ابن سیدنا امام حسین شہید کربلا رضؓ۔

پیران طریقت کا شجرہ مدنظر رکھتے ہوئے ضرورتاً یہ کہنا پڑتا ہے کہ جناب میر میرک اندرابی حضرت محبوب سبحانی شیخ سید عبد القادر جیلانی کے سلسلہ قادریہ میں شامل تھے۔ خاندانی نسب نامہ اور پیران طریقت کی صوفیانہ نسبت کے شجرے کو خلط ملط کر کے اندرابی سادات کے خاندانی بعض افراد آپ کو حضرت محبوب سبحانی کی ذریت سے تصور کر کے حضرت امام حسن مجتبیٰ تک آپ کا نسب نامہ پہنچاتے ہیں۔ لیکن میری ذاتی رائے میں تحقیق کی بات وہی ہے۔ جو کہ فتوحات قادریہ کے مؤلف نے درج کی ہے۔ یعنی اٹھائیس واسطوں سے آپ کا سلسلۂ نسب جناب حضرت امام حسین شہید کربلاؓ کی وساطت سے رسول مقبول تک پہنچتا ہے

سید علی ہمدانی رضؓ کے روحانی توجہات نے سرزمین ہذا میں خالص توحید پرستی اسلام سنت مذہب کا اعلیٰ مسلک پھیلا دیا ہے۔ سنہ ۷۱۴ھ میں آپ پیدا ہوئے ہیں۔ اور ۷۸۶ھ میں انتقال کر گئے۔ آپ کے شجرہ نسب کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ سید علی ہمدانی ابن سید شہاب الدین ابن سید محمد ابن سید علی ابن سید یوسف ابن سید شرف الدین ابن سید محب اللہ ابن سید محمد ثانی ابن سید جعفر ابن سید عبد اللہ ابن سید محمد اول ابن سید علی ابن سید حسن ابن سید حسین ابن سید جعفر الحجۃ ابن سید عبد اللہ زاہد ابن سید حسین الاصغر ابن سیدنا امام زین العابدین ابن سیدنا امام حسین شہید کربلا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

سید علی ہمدانی کے خاندانی نسب نامہ اور آپ کے ذاتی حالات بلکہ خانقاہ معلی جیسی مشہور قدیمی عبادتگاہ کے تاریخی تذکرہ کی تحقیقات کی ضرورت ہو۔ تو جنۃ اللدنیا ایک بڑی مصدقہ کتاب دیکھ لیجئے +

علاوہ اِس کے محلہ تارہ بل کے سکونت رکھنے والے سجادہ نشین خاندانی پیرزادے شیخ محمد اکبر ہادی کے قلمی لکھے ہوئے اندرابی سادات کے نسب نامہ کی نقل دکھلاتے ہیں۔ وہ بھی فتوحات قادریہ کی تحریر کو تائید کرتی ہے۔

حالاتِ خاندانی

حضرتِ امام حسین شہیدؓ کی چودھویں پشت میں سید مسلم ایک بزرگ گذرے ہیں۔ جنہوں نے بعض وجوہات کی بنا پر سرزمین حجاز کو خیرباد الوداع کہکر اندراب کو رخ کیا۔ اندراب کے متعلق اسرار الابرار کے مصنّف نے یہ لکھا ہے۔ کہ وہ ایک بڑا قصبہ تھا۔ جس کے حدود کابل بلخ سے ملتے ہیں۔ سید مسلم کی اولاد نو پشت تک اندراب میں رہی۔ دسویں پشت میں سیّد احمد اندرابی کا نام پیش کیا جاتا ہے۔ جو کہ جناب امیر کبیر سید علی ہمدانی کے خواہرزادے تھے۔ دراصل سرزمین ہذا میں اندرابی سادات کے خاندان کا وجود سید احمد اندرابی سے چلا آتا ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جبکہ سلطان قطب الدّین کے عہد حکومت ۷۸۱ھ میں جناب سید علی ہمدانی نے یہاں آکر روحانی تعلیمات اسلامی ہدایات کی عام تبلیغ کا فریضہ بوجہ احسن انجام دیدیا۔ سید احمد اندرابی بھی اندراب کو چھوڑکر اپنے اہل و عیال کے ہمراہ کشمیر میں آئے۔ محلہ ملکارٹہ میں اقامت اختیار کی۔ سلطان قطب الدّین کی وفات ۷۹۶ھ کے بعد سلطان سکندر تختِ حکومت سے بیٹھکر اعتدال پسندی سے کام کرتا رہا۔ جناب سید علی ہمدانی کے نوجوان خلف الصدق میر سید محمد ہمدانی کے ارادت میں آیا۔ خانقاہ معلّےٰ۔ خانقاہ ترال مسجد جامع۔ خانقاہ وچی۔ خانقاہ درہ مٹن۔ اور مساجد ہمدانی کا احاطہ بنوایا۔ علاوہ اسکے سید احمد اندرابی کے لئے اس مقام پہ جہاں کہ آپ سکونت پذیر تھے۔ ایک عالیشان خانقاہ بھی بنوائی۔ جو کہ

خانقاہ اندرابیہ کے نام سے مشہور رہا - مزید براں سلطان سکندر نے اپنی عام فیاضی سے کام لیکر خانقاہ اندرابیہ کے ضروری مصارف اخراجات کیلئے ایک گاؤں بقول بعض چند دیہات کی آمدنی کا سالیانہ وظیفہ مقرر کرکے رکھا - جو کہ سلطان محمد شاہ والی کشمیر کے عہد حکومت تک باضابطہ موجود تھا - اب ہم منظوم فارسی دو اشعار تحایف الابرار کی کتاب سے نقل کرکے قارئین کرام کے خدمت میں پیش کرتے ہیں - اور ہمیں یقین واثق ہے - کہ یہ دو اشعار تحایف الابرار کے مصنف کے ذاتی طبعزاد نہیں ہیں - بلکہ اور کسی پرانے شاعر کی طبیعت کے نتائج ہیں - وہ یہ ہیں ؎

حسینی لنسب سید احمد بنام
کہ بودہ است از اولیائے کرام

بہ زہد و ورع بےنظیر است او
حسینی لنسب وآن پاک فن

زیاران میر کبیر است او
حسب واشتش چون امام حسن رض

لہ ملا رٹہ کو ایک خاص عرصہ گذرا - کہ ملا عراقی ہٹہ کے نام سے مشہور تھا - جہاں کہ ملا محمد عراقی کے دوکانات تعمیرات کے بڑے احاطے موجود تھے - ملا محمد عراقی اس زمانے میں یہاں تشریف فرما ہوئے ہیں - جبکہ سلطان سکندر کی اعتدال پسند عملداری کا طوطی بول رہا تھا -

میر عبدالخالق اندرابی کے صاحبزادے میر عبدالغنی اندرابی نے جناب لوندہ بابو پانپوری میاں عبدالمجید قادری سے اجازات تعلیمات اور ارشادات حاصل کرکے اپنی ذاتی وجاہت اور روحانی اقتدار سے کام لیکر بڑا اشتہار حاصل کیا - اندرابی سادات کی کیا بات - تمام شہر کے مشہور سجادہ نشینوں کے طبقے میں ممتاز درجہ رکھتا تھا - خدام احباب کا دائرہ آپ نے وسیع کردیا - مگر پیری مریدی کے دوسرے کو چھوڑ کر نہایت استغنا اور استقلال سے اپنے گھر میں بیٹھا - مسلم غیر مسلم مشاہیر کشمیر اور شیخ غلام محی الدین ناظم کشمیر کو بھی اپنا معتقد بنایا - شیخ غلام محی الدین کی امداد کی بدولت خانقاہ اندرابیہ کی کم و بیش مرمت ہوئی جس کی حالت نہایت ہی خستہ و خراب ہوئی تھی -

کہتے ہیں۔ کہ سید احمد اندرابی شاہی مزارِ کلان یعنی سلطان زین العابدین کے مقبرہ میں مدفون ہیں۔

سید شمس الدین اندرابی نے جو کہ سید احمد اندرابی کے پوتے اور سید میر میرک صاحب اندرابی کے والد ماجد ہیں۔ تقوٰی شعاری کا رنگ اختیار کر کے کوہ ماران کے حدِ جنوب میں دارا شکوہ کے شاہی محلات کے سامنے اپنا مسکن قرار دیدیا۔ گوشہ نشینی اختیار کی۔ چنانچہ دنیا سے انتقال کر کے اپنے مسکن کے صحن میں دفن کئے گئے۔ سید فضل اللہ منطقی کی صاحبزادی بی بی میرہ ماجی آپکے عقدِ نکاح میں آئی تھیں۔ سرینگر کشمیر میں منطقی سادات[1] کا ایک بڑا قبیلہ موجود تھا۔ جو کہ اپنے آپکو سید حسین منطقی کی وساطت سے جنابِ مخدوم سید جلال الدین شریف اللہ سرہ بخاری سرخ کی ذریت سے تصور کرتے ہیں۔ دراصل سید حسین منطقی نے سرزمین ہذا میں آکر جناب بابا حاجی ادہم بلخی کے خدمت میں حاضر ہو کر روحانی تعلیمات کا بڑا سرمایہ حاصل کیا۔ دینی و دنیاوی ترقیات کے

[1] سید حسین منطقی کے خاندانی نسب نامہ کی تحقیق کی ضرورت ہو۔ تو فتحات کبرویہ دیکھ لیجئے۔ جہاں یہ درج ہے۔ کہ سید حسین منطقی ابن سید نورالدین ابن سید تاج الدین ابن سید احمد ابن سید علی ابن سید احمد کبیر بخاری ابن مخدوم سید لال الدین شریف اللہ ابن سید ابو المؤید علی ابن سید جعفر ابن سید محمد ابن سید محمود ابن سید احمد ابن سید عبداللہ ابن سید علی اصغر ابن سید جعفر ثانی ابن امام محمد تقی ابن امام علی الرضا رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین منطقی اور بیہقی سادات ایک جدی ہونے کی حیثیت سے دونوں خاندان آپس میں قرابتدار ہیں سید حسین منطقی کے جد بزرگوار کا نام سید تاج الدین تھا۔ جو کہ بیہق ملک خراسان کا باشندہ تھا۔ وہ بیہقی سادات کے جدِ امجد ہیں۔ سید مبارک خان بیہقی والی کشمیر تک ان کے نسب نامے منقول اور کتاب میں مذکور ہیں۔ میر عبدالرشید خانیاری جیسے معارف شناس قطب العالم کا خاندانی انتساب میر مبارک خان بیہقی والی کشمیر تک جا کر ملتا۔ تذکرۃ المتقی ایک بڑی کتاب ہے جس میں بیہقی سادات کے حالات مفصل بیان ہیں۔

لحاظ سے بڑا نام پایا۔ اہلِ دربار کے بڑے زمرہ میں شامل رہا۔ آخر وہ دن بھی آ گیا کہ آپ کو دنیاوی تعلقات سے بھی رہا ہونا پڑا۔ سیّد حسن۔ سیّد محمد امین اویسی دو بیٹے چھوڑ کر آپ نے انتقال کیا۔ سیّد محمد امین اویسی جب تک بقیدِ حیات زندہ تھے۔ نکاح کے بغیر رہے۔ سید حسن کی اولادیں بخوبی ترقی ہوئی۔ آپ نہایت با اثر شاعر اور ولی کامل تھے۔ اونتی پورہ میں دریائے بہت کے کنارے جہاں کہ کسی زمانے میں سلطان بڈشاہ کا سرِ سبز شاداب باغ تھا۔ آپکا مزار واقع ہے۔ سیّد فضل اللہ آپ کے خلف الصدق ہیں۔ جس نے پانچ بیٹے اور میرہ بی بی خانم بی بی۔ دو صاحبزادیاں چھوڑ کر انتقال فرمایا۔ میرہ بی بی کی شادی میر شمس الدین اندرابی سے ہوئی۔ میر شمس الدین اندرابی کی وفات کے بعد ایک خاص عرصہ گذرا کہ اکبر جلال الدین نے سرزمینِ کشمیر کو اپنے حاکمانہ تصرف میں لے لیا۔ کوہِ ماری پربت کے گرداگرد ایک بڑا قلعہ[1] بنوایا۔ جس کی محدود دیوار کا جنوبی احاطہ میر شمس الدین کے قبرستان کے سامنے آگیا۔ بعدہٗ مسلم باشندگانِ کشمیر خصوصاً اندرابی سادات کی غفلت شعاری۔ پہلو تہی۔ اور مختلف حکومتوں کے انقلابات ایسی صورت میں رونما ہوئے۔ جنہوں متذکرہ قبرستان کا نشانہ

---

[1] ۹۹۶ھ سے لیکر دس سال تک قلعۂ ناگر نگر کی تعمیر کا کام جاری رہا۔ خواجہ حسین کنٹ کشمیری الاصل ایک رئیس تعمیر کا نگران تھا۔ قطعۂ تاریخ یہ ہے

بنای قلعه ناگر نگر شد
تعالی شانه الله اکبر
کرور و نه لک از مخزن فرستاد
تمامی یافت از مخزن نشر زر
بنای قلعه ناگر نگر بعون اله
حقیر بنده از بندهای اکبر شاه

بعونِ پادشاهِ دادگستر
شهنشاهی که در عالم شالش
دو صد استادِ هندی جمله جاکر
چل و چار از ظهور پادشاهی
بحکم شاهِ جهان ظل الله اکبر شاه
دوام دولت این شاه تا ابد بادا

سرِ شاهانِ عالم شاه اکبر
نبود است و نخواهد بود دیگر
نکرده هیچکس بیگار اینجا
هزار و شش شد ز تاریخ پیمبر
بسعیِ میر محمد حسین گشت تمام
بحق اشهد ان لا اله الا الله

کنٹ خاندان کے افراد جو کہ سرزمین کشمیر میں عالم فاضل اہلِ دربار شریف النسب تصور کئے جاتے تھے میر حسین کنٹ باشندہ کابل کی ذریت سے ہیں سنہ ۱۰۲۱ھ میں میر حسین نے وفات پائی۔

مٹایا۔ آخر الامر ایک خاص مدّت کی بات ہے۔ کہ اندرابی سادات کے ایک بزرگ سیّد محمد شاہ اندرابی[1] نے بڑی کوشش کی۔ باران پتھر کے اعلےٰ افسروں کی خدمت میں جاکر مندرجہ صدر قبرستان کو محدود بنانے کیلئے باضابطہ درخواست دے کر مطالبہ کیا۔ درخواست پر حاکمانہ حیثیت سے تحقیقات ہوئی۔ جس کی بنا پر دیوار بندی کی اجازت حاصل ہوئی۔ اور محدود ایک خاص رقبہ قبرستان کی حیثیت سے دیوار بندی میں محفوظ رہا۔ ملا بہاؤالدّین متو[2] نے لکھا ہے ؎

سر زخاور چو آفتاب کشید	شمس الدّین کہ ز اندراب سید
سوئی کشمیر میر شمس الدین	سرچو مہر زدہ برج یقین
سیّد واجد و مکرّم بود	پیرو راہ غوث اعظم بود

کہتے ہیں۔ کہ سنہ ۹۳۳ھ میں میر شمس الدّین نے وفات پائی۔

میر میرک اندرابی

ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ کہ اندرابی سادات کے خاندانی افراد محلہ ملارٹہ میں

---

[1] سید محمد شاہ اندرابی کے والد ماجد میر عزیز الدّین نے بابا عبد الصمد کی صاحبزادی یعنی عبد الاحد ماسمتی کی ہمشیرہ سے شادی کی تھی۔ اور عبد الاحد محلہ زنگہ حمام ضلعہ نوہٹہ میں سکونت رکھتا تھا۔ اسلئے یہ تعلق مدِ نظر رکھتے ہوئے میر محمد شاہ اندرابی بھی وہاں سکونت پذیر ہوگئے۔ آپ سید محمد امین اندرابی کے والد ماجد ہیں۔

[2] ملا بہاؤالدین جیسے محترم مشہور بزرگ متو خاندان سے نسباً تعلق رکھتے ہیں۔ متو خاندان میں ابتدا سے لیکر ایسے اصحاب گذرے ہیں۔ جو کہ علم عمل یا مقتداری ور دنیاوی اقتدار کے لحاظ سے اولوالعزم مشاہیر کشمیر تصوّر کئے جاتے تھے۔ مولوی ہدایت اللہ مفتی قاضی امیر الدین۔ مفتی عبد القدوس جیسے فاضل اجل مقتدر علما متو خاندان کے افراد ہیں۔ سلطانی۔ غوثیہ نقشبندیہ۔ چشتیہ۔ ریشی نامہ۔ پنج گنج بقدر $28\frac{1}{2}$ ہزار ابیات اور ذکر الصادقین ملا بہاؤالدین متو سے یادگار ہیں

سکونت رکھتے تھے۔ محلہ ملارٹہ ہی کو یہ فخر حاصل ہوا تھا۔ کہ جناب میر میرک اندرابی
وہاں پیدا ہوئے ہیں۔ سلطان بڈشاہ کے پوتے سلطان فتح شاہ کی تیسری دفعہ
تخت نشینی سے ڈیڑھ سال گذرا تھا۔ کہ آپ ۹۲۱ھ میں پیدا ہوئے ہیں۔ ذاکر
آپ کی ولادت کی تاریخ بیان کیجاتی ہے۔ ابھی طفولیت کے عالم کو آپ سیر
کرتے تھے۔ کہ آپ کے والد ماجد میر شمس الدین کی وفات کا واقعہ ظہور میں آیا۔
ایک ایسے شدید صدمہ نے منہ دکھلایا۔ جو کہ بظاہر ناقابل برداشت تھا۔
ایکطرف لڑکپن کا زمانہ تھا۔ دوسری طرف مادی معیشت کے ذرائع کافی
مقدار کے صورت میں میسر نہیں تھے۔ اہل قرابت رشتہ داروں کے بعض افراد
کو سرکاری ملازمت حاصل ہو کر اپنی ذاتی شخصیت بڑھانے کی فکر دامنگیر
ہوئی تھی۔ یہ وجوہات ظاہر بین اشخاص کے حق میں مایوسانہ حیثیت پر
تشویش پیدا کرنیوالے ہیں۔ مگر جناب سید میرک اندرابی متوکلانہ اور زاہدانہ
صورت میں زندگی بسر کر کے رب العزت کی خاص عنایت کا امیدوار رہا۔ اور قادر
مطلق کی قدرت کاملہ پہ کامل بھروسہ تھا۔ تلاش معاش کیلئے مطلقاً بے فکر رہے۔
بہر حال جیسی کہ آپ کو امید تھی۔ ویسا ہی ہوا۔ اور دنیا طلبی کے عوائق کو لات مار دیتے
ہوئے روحانی مشاغل کے نظریہ کو اپنی نئی زندگی کا ذریعہ سمجھا۔ واقعہ خواب میں
باطنی توجہات جذبات کے ایسے حالات رونما ہوئے۔ جنہوں نے آپ کی ذاتی خواہش
کو بڑی مدد دیدی۔ خواجہ خضر علیہ السلام کی نورانی روحانیت نہایت دلکش خوشنما

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں
خواجہ خضر کے متعلق ایک ایسی بیّن مطمئن تحریر پیش کی ہے۔ کہ جس سے کسی سلیم الفطرت
سچے پکے مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا۔ روحانی نسبت والے حضرات انکے فیوض برکات کے امیدوار ہیں

صورت میں ایک یا دو دفعہ نہیں - بلکہ متواتر سات دفعہ جلوہ گر ہوئی - جو کہ نصایح
کر کے اطمینان دیتا رہا -

ارباب نسبت کی باطنی امتحان میں خواجہ خضر کی ملاقات ایک خاص اہمیت رکھتی ہے
جو کہ مکاشفات کے حصول بلکہ قلبی تعلقات کی اصلاح وارتقاء کا پہلا زینہ تصور
کرتے ہیں - خواجہ خضر کے نصایح آمیز باتیں جو کہ سید میرک اندرابی کو گوشگذار
ہوئی ہیں - یہ مدعا اپنے اندر رکھتے ہیں - کہ جسقدر ممکن ہو - ادب - اخلاق اور
علم دین کا کافی سرمایہ حاصل کرنا عبادت بندگی درود و وظائف اور قرآن خوانی کو
اپنی حیات کا مقصد جاننا کامل سے کامل طریقہ رب العزت کی عون وعنایت پر
بھروسہ رکھکر متوکلانہ زندگی ہی کو اختیار کرنا جنس بد اوضاع لوگوں کی صحبت سے
پرہیز گریز کر کے اکابرین کی صحبت کا فائدہ اٹھانا بہر حال اس قسم کے نصایح آمیز
باثر کلمات آپنے فرمائے ہیں جنکی بدولت سید میرک کو گھر بار چھوڑ کر ظاہری
وابستگیوں سے ہاتھ دھونا پڑا استر دن ترال کے مقام میں بارہ سال تک اور
محلہ نایدیار میں بارہ سال تک توقف فرماکر اپنے آپ کو چھپایا - چوبیس سال کے
بعد واپس آکر اپنے جد بزرگوار سید احمد اندرابی کے خانقاہ اندرابیہ کے
محدود مخصوص کمرے کے اندر خلوت بیٹھتے ہوئے نوافل درود وظائف
مخصوصاً قرآن خوانی اور کلمات طیبات پڑھتے رہے - کھانے پینے کی ضروریات
کی پرواہ نہیں کی - نفسانی شہوات کے ترک کو رجحان دیدیا - یہاں تک
کہ گوشت مچھلی انڈے کا کھانا بھی ایک خاص مدت تک چھوڑ کر فقر وفاقہ کی
صورت میں ریشیانہ زندگی کا طریقہ پسند کیا - لوگ اور رشتہ داروں کے بعض
افراد جو کہ سرکاری ملازمت دنیاوی علائق میں پھنس گئے تھے - فاقہ کشی فقرانہ
زندگی کا حال دیکھتے ہوئے نہایت ہی مسخر مضحکے اڑاتے - بلکہ آپ کی عدم

قابلیت کا طعنہ دیتے تھے۔ کسب کار یا سرکاری ملازمت کیلئے مامور مجبور بناتے تھے لیکن آپ کامل استقلال و استقامت کے اوصاف سے کام لیکر دولتمند ملازمین کے مضحکہ آمیز باتیں اور تمسخرات کی کسی قسم کی پروا نہیں کرتے رہے۔ اپنے ذاتی مشاغل کا فریضہ پوری پابندی سے انجام دیدیا۔ مگر اشتیاق کی آگ سے جلے ہوئی دل کی آہ نکالکر اللہ ھو کی دم دیتے۔ زار زار روتے اور یہ شعر پڑھتے تھے ۔

صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را کہ سر بکوہ و بیابان تو دادہ مارا اور

اے پیک راستان از سرو ما بگو احوال گل بہ بلبل دستان سرا بگو

خواجہ خضر کی متواتر ملاقات سے بڑھ چڑھکر جناب رسول مقبول ؐ کی نورانی روحانیت کی خاص نسبت پیش آئی۔ عرفان صوفیانہ ذوق کے فیوض و برکات کا مشاہدہ کیا۔ حضرت صحابہ خلفاء راشدین بزرگان دین خصوصاً جناب علی مرتضےٰ سے خواب و اقعات میں روحانی استفادہ اٹھاتے ہوئے اپنے دل کا سکون و سرور حاصل کیا۔ بزرگان دین کے سامنے تو حقیقت شناسی کے روحانی جذبات کی تحصیل کیلئے بہت کچھ راستے ذرائع موجود تھے۔ مگر وہ طریقہ جو کہ اویسی اصول پہ قائم تھا۔

اویسی نسبت کو جیسا کہ لفظ اویسی سے ظاہر ہے۔ حضرت خواجہ اویس قرنی خیر التابعین کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ تحقیقاً حقیقت الامر یہ ہے۔ کہ مقدس ارواح کو بقدر خداداد قوت استعداد عطا ہوئی ہے۔ جسکی توجہات پاکیزہ نفوس نسبت والوں کو روحانی امداد دیتے ہیں۔ طریقت کی راہ دکھلاتے ہیں۔ اور اعلےٰ پیمانے پہ کامیاب بناتے ہیں۔ جناب شیخ العالم شیخ نورالدین ریشی نے اویسیہ نسبت کی امداد کے ذریعہ سے ایسا کمال حاصل کیا۔ کہ بقول حضرت شیخ ! بابا داؤد خاکی اور بابا داؤد مشکوتی ظاہری پیر و مرشد کے ارشاد و ہدایت کی ضرورت نہیں پڑی۔ اور شیخ العالم کے خاص باختصاص لقب سے اشتہار ہوئے ہیں۔ جناب شیخ کا اویسیہ مشرب ہونا ساتھ ہی حضرت سید محمد ہمدانی کی خدمت میں حاضر ہوکر لطف آمیز صحبت کا استفادہ اٹھانا اور روحانی فیوض و برکات کا مکالمہ کرنا یہ ساری باتیں ثابت ہیں۔

نہایت خصوصیت کے ساتھ باثر ثابت ہوا ہے۔ جناب سید میر میرک اندرابی
کی زندگی کے پہلے دور کو پیش نظر رکھکر بلا کسی خوف تردید کے یہ کہنا پڑتا ہے
کہ آپ بھی اویسیہ فیوض و برکات سے کامیاب و مستفید ہو رہے تھے
یہی وجہ ہے۔ کہ جناب شیخ بابا داؤد خاکیؒ نے آپکے حالات میں یہ لکھا ہے ؎

شیخ میرک میر سید ہم اویسی بودہ است　　آنکہ در تقوی ست احوالا مفخر سادات اول
بارہا چون صحبت آن میر مرشد داشت داد　　در بیان آورد این حال خود آن صاحب کمال

جہاں تک آپکے روز مرہ عملیاتِ اویسیہ نسبت سے وابستہ تھے۔ ظاہری
صورت میں باطنی انتساب کیلئے حقانی پیر و مرشد کے جستجو میں کوشاں رہے۔
موصول شدہ قابل اعتماد ذرائع سے معلوم ہوا۔ کہ حصار کے علاقہ میں سلسلہ قادریہ کا
ایک مشہور بزرگ سید شاہ نعمت اللہ قادری حصاری نام اسوقت ارشاد ہدایت کے
مسند پر جلوہ افروز ہیں۔ آپ تصوف سلوک اور معارف شناسی کا ایک چشمہ تھے

؎ سلسلہ قادریہ کے بانی جناب سید عبدالقادر جیلانی ہیں۔ آپ ۴۷۱ھ میں پیدا ہوئے ہیں۔ اور
۵۶۱ھ میں انتقال کر گئے۔ آپکے خاندانی انتساب کے بارے میں جتنے شجرے بیان کئے گئے۔ انمیں ملا علی قاری
عبدالحق دہلوی محدث کی تحریر قابل اعتبار تسلیم کیجاتی ہے۔ قابل اعتبار ہونے کیلئے مطمئن حوالہ جات
کی اشد ضرورت بیان کیجاتی ہے۔ بہر حال آپکا نسب نامہ یہ ہے۔ کہ جناب سید عبدالقادر ابن سید ابو صالح موسیٰ
جنگی دوست ابن سید عبداللہ جیلی ابن سید یحییٰ زاہد ابن شمس الدین ابو القاسم سید محمد رومی ابن سید
ابو محمد داؤد ابن سید ابو موسیٰ ثانی (ابو عمر) ابن سید عبداللہ ثانی ابن سید موسیٰ الجون ابن سید عبداللہ المحض
موسیٰ ابن سید حسن مثنیٰ ابن سیدنا امام حسن مجتبیٰ شہید رضا ابن سیدنا علی المرتضیٰ رضہ۔ وہ لوگ تحقیقاً بڑی
بھاری غلطی پر ہیں۔ جو کہ میر میرک اندرابی کو جناب محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی کی ذریت سے تصور کرکے بلا سند
غیر مطمئن یہ شجرہ پیش کرتے ہیں۔ کہ میر میرک اندرابی ابن میر شمس الدین ابن میر ابراہیم ابن میر محمد ابن میر احمد ابن میر کمال الدین
جیلانی ابن میر ابراہیم ابن میر طاہر ابن میر یعقوب ابن میر یحییٰ ابن شیخ سید نصر الدین ابن شیخ سید سیف الدین ابن شیخ سید عبدالوہاب
ابن شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہم

جس کے فیوض و برکات سے لوگ سرسبز شاداب ہو رہے ہیں۔ جناب سید میرک
اندرابی نے بھی ایسے چشمہ کے برکات سے فیضیاب ہونا پسند فرمایا۔ خط و
کتابت کا سلسلہ جاری رکھا۔ اپنی ذاتی خواہش کا اظہار کیا۔ سید شاہ
نعمت اللہ نے چشم حقیقت نگر سے دیکھکر سمجھ لیا۔ کہ آپ کی ارادتمندی میں
کامل صداقت کی خوشبو آئی ہے۔ نوازشنامہ لکھکر بھیجدیا۔ بلکہ نوازشنامہ
کے ساتھ سجادہ اور پیران طریقت کا شجرہ بھی عطا فرمایا۔ جو کہ اپنے خدام و احباب
کے وسیع حلقے کو آپ نے تحریر کر کے دیدیا۔ پیران طریقت کے اسماء گرامی
یہ ہیں :-

(۱) محبوب سبحانی شیخ سید عبد القادر جیلانی رض (۲) سید تاج الدین
ابوبکر عبد الرزاق (۳) ابوصالح النصر (۴) شیخ محی الدین ابو نصر
(۵) سید احمد صنو احمد قادری (۶) شیخ سید حسن بغدادی
(۷) شیخ سید علی قادری (۸) شیخ سید موسیٰ قادری بغدادی
(۹) شیخ عبد الصمد قادری (۱۰) شیخ سید حسن جیلی مغربی (۱۱) شیخ
بہاء الدین قادری (۱۲) شیخ شمس الدین قادری (۱۳) شیخ ابو الفتح محمد
ابن ابراہیم شریف القادری (۱۴) شیخ ابراہیم بن عطاء اللہ (۱۵) شیخ
شاہ معین الدین ابو المعالی المشہور مخدوم جیو شریف بغدادی (۱۶)
شیخ مظفر رضی الدین ابو محمد حسین الشریف (۱۷) شیخ درویش محمد بن
الحسین بن ابراہیم المشتہر مخدوم جیو شریف البغدادی (۱۸) رضی الدین
ابو الفضل سید شاہ نعمت اللہ قادری حصاری (۱۹) شیخ سید میر میرک اندرابی
اب سید شاہ نعمت اللہ قادری کے مریدوں کے بڑے حلقے میں آنا
آپ کے روحانی ترقیات کا مزید ذریعہ ہوا۔ پیران طریقت کے عملیات

اور متابعتِ شریعت میں از بس کاربند عامل رہے۔ کوئی وقت ایسا نہیں تھا
کہ ذاتی اشغال کے علاوہ شرعی ہدایات کے بیانات سے بلا کسی قسم کے
روک رکاوٹ کے غافل نہ رہتے تھے۔ جہاں تک کہ ممکن تھا۔ احق کی
بات اعلاناً کہتے تھے۔ شرعی منکرات کے ازالہ کر کے مشروعات کے تبلیغ
میں بوجہ احسن تاکید و ترغیب کرتے تھے۔ روزمرہ آپ کے عملیات یوں
بیان کئے جاتے ہیں۔ کہ تہجد سے فراغت حاصل کر کے استغفار کے کلمات
نہایت درد آمیز لہجہ میں بار بار بتکرار پڑھتے تھے۔ پھر نماز صبح کے
بعد قرآن شریف کے چند پارے دعاء درود نماز اشراق اور نمازِ چاشت
ادا کرتے تھے۔ دعائے مونس اولیا گیارہ بار کبریت احمر گیارہ بار آپکا
روزمرّہ وظیفہ تھا۔ شبانہ بھی سکون و آرام سے نہیں سو جاتے۔
بلکہ اپنی قیامگاہ سے نکلکر تعوّذ۔ تسمیہ۔ درودِ شریف۔ سورۂ فاتحہ۔

چک خاندان کے عہدِ حکومت میں سید شاہ نعمت اللہ قادری کو حصار سے ہندوستان اور
ہندوستان سے سرزمین کشمیر میں آنا پڑا۔ جناب حاجی بابا محمد کا ٹھو ملک التجار کی رہنمائی کیلئے یہاں
پہونچ گیا۔ اور محلہ چھبل میں دریائے بہت کے کنارے پر چند عرصہ کیلئے آپنے توقف فرمایا بڑی شہرت
حاصل کی۔ متواتر مشتبہ دعوتوں پہ جاکر اپنی روحانی نسبت کو غیر محفوظ بنایا۔ کشفیہ مقامات کے
ارتقار کو انسداد کا سخت صدمہ پہونچا۔ مجبور ہو کر جناب میر نازک نیازی قادری کے بڑے
درگاہ پہ حاضر ہو کر اپنے ناقابلِ برداشت صدمہ کا علاج دریافت کیا۔ جناب میر نازک قادری نے
اپنے ہاتھ سے کمائے ہوئے حلال غذا کا تھوڑا سا حصہ دیدیا جسکی تناول کرتے ہوئے سید شاہ
نعمت اللہ کو کشفیہ مقامات کی نورانیت اور صلاح دیکھکر اپنی غلطی کا اعتراف کرنا پڑا۔ یہ فقرہ
(سید حفظ حال خود را خبردار باید بود و اجتناب از حوانع باید کرد والا این لقمہ من ہر روز بہر کس
میسر نیست) کیسا خوش فرایقہ ہے۔ جو کہ میر نازک قادری نے سید شاہ نعمت اللہ کو نصیحت کی صورت میں فرمایا

سورۂ اخلاص وغیرہ پڑھکر مشہور اولیا کے زیارتگاہوں پہ جاتے تھے۔
زیارت کے آداب بجالاتے تھے۔ توجہ۔ مراقبہ اور حفظ نسبت بلکہ قرآن خوانی کے
بغیر اور کوئی شغل نہیں تھا۔ دنیا طلبی کے امور پہ کچھ کہنا ہرگز پسند نہیں کرتے
تھے۔ فقیرانہ لباس دکھلاوٹ مرتبہ کے اظہار کے لئے نہیں۔ بلکہ ظاہر کو باطن
کے موافق بنانے کے لئے آپ نے استعمال کیا۔ بظاہر کسی خاص لباس کے
پابند نہیں تھے۔ جو مل جاتا۔ اور جو میسر ہو جاتا۔ وہ پہن لیا کرتے تھے۔
مگر ایسے لباس سے ہمیشہ احتراز کرتے تھے۔ جس سے متکبرانہ آرائش و
نمایش پائی جاتی تھی۔ مختصر کہ لباس معاش اور گذارہ کے ذرائع میں
آپ کفایت شعاری۔ قناعت بلکہ زاہدانہ زندگی سے کام لیکر کتمان حال میں
کوشاں رہے۔ مگر بمصداق اسکے کہ "مشک آں است کہ خود ببوید" آپ کے
عملیات کا ظہور قوی اثر بخوبی احاطہ کر گیا۔ خدا جانے آپکے با اثر مقبول
دعاؤں کی بدولت کسقدر دیوانے پاگل آدمی ہوش و حواس میں آگئے ہیں
اور کتنے ہی شفایاب ہوئے ہیں۔ اور کتنے تنگدست حاجتمند لوگ تمول
کے درجے پا گئے ہیں۔ لوگ کثرت سے آتے تھے۔ اخلاص کا اظہار کرکے
بلا کسی قسم کی درخواست مطالبہ کے نذر و نیاز تحائف پیش کرتے تھے۔
جس کی بنا پر آپکے معیشت میں کم وبیش وسعت پیدا ہوئی۔ فقر و فاقہ
کشی نے انتہا کی حد تک پہونچکر تقریباً خاتمہ پایا۔ لیکن نذر و نیاز کی
حیثیت سے جو کچھ میسر کرتے تھے۔ ایک ہی دن میں صرف کرکے مکتفی
سمجھتے تھے۔ دراصل یہ ایام آپ کے لئے نہایت ہی خوشگوار تھے۔ عنایت کی
حالت میں اگر آپ کسی غافل کی طرف لطف کی نگاہ سے دیکھتے۔ تو اسکی ناگفتہ بہ
برے حالات نہایت ہی پاکیزہ خیالات سے مبدل سمجھ لئے جاتے تھے۔

ایک دن کا ذکر ہے۔ ایک شراب نوش نوجوان آپ کے حضور میں آیا۔ خوش آوازی سے ساز سرود کر تا رہا۔ ساز سرود کی آواز آپ کے کانوں تک پہونچی۔ تو عنایت کی نظر ڈالی۔ نوجوان کی حالت مبدّل ہوئی۔ نامشروع اپنی کرتوت سے توبہ کی۔ سلطان قطب الدین المشہور فرمانروائے کشمیر کا زمانہ تھا۔ جناب سید علی ہمدانی نے سرزمین کشمیر میں تشریف فرمایا۔ تبرکاً اپنا کلاہِ مبارک سلطان قطب الدین کو دے دیا۔ جو کہ ہمیشہ اپنے تاج میں رکھتا تھا۔ اسکی اولاد بھی بدستور اس کو تاج میں رکھتی تھی۔ یہاں تک کہ آخر کار تقریباً دو سو سال کی مدّت گذر کر سلطان فتح شاہ نے ۹۲۴ھ میں وفات[1] پائی۔ اور کلاہ مبارک اپنے ساتھ قبر میں لے لیا۔ سکندر شاہ یعنی سلطان فتح شاہ کے بیٹے نے جو کہ محلہ بہار الدین صاحب کے آس پاس والہ گری محلہ میں مدفون ہیں۔ اپنے باپ کی قبر کو کھدا کر کلاہِ مبارک کے نکالنے کی خواہش ظاہر کی۔ غازی خان چک مدار المہام کو یہ اطلاع پہونچ گئی۔ وہ سید میر میرک اندرابی کے پاس دریافت حالات کیلئے آیا۔ سارا واقعہ بیان کیا۔ سید میرک ایسی حرکت کرنے سے مانع ہوئے۔ یہ اشارہ فرمایا۔ کہ تاج شاہی از دستِ شاہان کشمیر رفت۔ در قبضۂ چکان[2] درآمد۔ غازی خان میر میرک کی بات سنکر واپس آیا۔ سکندر شاہ کو

---

[1] محلہ بہار میں سلطان ادہم شاہ کے مزار میں پرانی مسجد کے سامنے آپ کا مقبرہ موجود ہے۔

[2] سلطان فتح شاہ کی وفات اور کلاہ شریف کے کفن میں لے جانے کے واقعہ کی اطلاع مولانا محمد آنی صاحب کی کانوں تک پہونچ گئی۔ وہ بھی حسرت افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہہ گئے۔ تاج شاہی از سر شاہان کشمیر برافتاد۔ و سرداری آنہمہ و بہ نگونساری نہاد۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

قطعاً ممانعت کی۔ تھوڑا عرصہ گذر جانے کے بعد وہ اشارہ ظاہر ہو کر عمل میں آیا۔ کہ حکومت اسلامیہ سلاطین کشمیر کے ہاتھ سے نکلکر چک خاندان کے قبضہ میں آگئی۔ کہتے ہیں۔ کہ اسلامیہ سلاطین کشمیر میں سے ایک بادشاہ نے جناب میر میرک اندرابی کی ملاقات کی خواہش ظاہر کی چنانچہ آپ کے قیامگاہ میں آیا۔ بچھائی ہوئی چٹائی پر بیٹھا۔ تھوڑے عرصہ تک توقف کیا۔ باہر آیا تو آپ نے اپنے خادم کو چٹائی کے دریا پہ لے جانے اچھی طرح دھلوانے کا ارشاد صادر فرمایا۔ یہ اطلاع پادشاہ کے کانوں تک پہونچی۔ تسلیم کر کے یہ کہا۔ "واقعی دنیا مردارے است و طالبِ دنیا ہیچو کلاب اند۔ حقیقت الامر آنکہ نشستگاہ اولیاء اللہ بہ نشستن کلاب ناپاک میگردد۔"

منجملہ ان مخصوص اوصاف کے جو سید میر میرک اندرابی کی ذات میں موجود تھے۔ یہ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ چالیس سال کی طویل مدت تک تجرد کا درجہ اختیار کر کے بلا نکاح رہ چکے ہیں۔ شادی کے تعلقات کا بوجھ نہیں اٹھایا۔ یہ تو آپ کے ذاتی خواہش کی نوعیت تھی۔ مگر ربّ العزت کو اور کچھ منظور تھا۔ ایک واقعہ میں جناب رسول مقبولؐ کے نورانی دیدار سے مشرف ہوئے۔ مسنون نکاح کی تعمیل کا ارشاد پایا۔ جناب رسول مقبولؐ کے ارشاد کی تعمیل و تکمیل کی۔ کیا دیر دوزنگی تھی۔ خاندانی رشتہ کی تلاش میں بڑے رشتے ملتے تھے۔ مگر آپ ایسا رشتہ ڈھونڈتے تھے۔ جو خاندانی شریف ہو۔ ان دنوں میں رضوی خاندان کا ایک بزرگ سید عبداللہ قمی خاندانی شرافت کے لحاظ سے نہایت مشہور تھے۔ جس کے والد ماجد کا نام سید حسین قمی تھا۔ یہ تذکرہ تاریخی حقیقت پر مبنی ہے۔ کہ سلطان زین العابدین بڈشاہ کے

عہد حکومت میں جبکہ اس کی معتدل مرنجان ومرنج پالیسی نے نہایت سرعت کے ساتھ بڑی شہرت حاصل کی۔ تو اسلامیہ مشہور بلاد کے سادات علما اولیا مشائخ کے خاص خاص افراد کو اپنے جدی وطن سے مفارقت اختیار کر کے یہاں آنے کا موقعہ مل گیا۔ چنانچہ یہاں آکر سرزمین کشمیر ہی کو اپنا مسکن بنایا۔ سید حسین رضوی بھی قم ملک ایران سے نکلے یہاں آئے۔ اور زینہ گیر کے شاہی باغ کے اندر جسکو سیدہ پورہ کہتے ہیں۔ آپ نے توقف فرمایا۔ اسلامیہ ہدایات کی تبلیغ کا فریضہ بجا لایا۔

سید حسین رضوی قمی کے خلف الصدق سیّد عبداللہ نے ایک بیٹا سید احمد اور ایک صاحبزادی چھوڑ کر فانی دنیا کو الوداع کہا۔ صاحبزادی کی شادی سید میر میرک اندرابی سے ہوئی۔ سید عبداللہ قمی رضوی ابھی بقید حیات زندہ تھے۔ کہ میر شمس الدین عراقی نے سنہ ۹۰۱ میں دوسری دفعہ یہاں آکر امامیہ اثنا عشری مذہب کے رویہ کی

سیادت السادہ کی نقل کی بنا پر سادات قمی رضوی کا خاندانی نسب نامہ پیش کیا جاتا ہے وہ یہ ہے۔ کہ سید حسین رضوی ابن سید محمد ابن سید احمد ابن منہاج ابن سید جلال ابن سید قاسم ابن سید علی ابن سید حبیب ابن سید حسین ابن سید عبداللہ ابن سید احمد نقیب القم ابن سید علی ابن سید محمد الاعرج ابن سید ابو المکارم ابن سید احمد ابن سید ابو جعفر موسی السرفع ابن امام محمد تقی ابن امام علی الرضا رض حضرت امام علی رضا کی ذریت سے ہونے کیوجہ سے یہ لوگ رضوی سادات کے نام سے مشہور ہوئے ہیں۔ سید حسین رضوی کو امامیہ اثنا عشری لوگ اپنے مذہب کا پیرو جانتے ہیں۔ اس لئے اسکی زیارتگاہ کو قبضہ کر گئے ہیں۔ واللہ اعلم بحقایق الامور۔ اسرار الاخیار۔ گلشن کشمیر۔ تحایف الابرار وغیرہ تاریخنامہ جات میں سید حسین رضوی کے

نشر و اشاعت کی بڑی کوشش کی۔ خاص و عام اور اہل دربار کو بھی نہایت
کثرت سے شیعہ بنایا۔ اسی اثنا میں سید عبد اللہ کے خلف الصدق سید
احمد کے نانا کے سارے قبیلہ نے اثنا عشری امامیہ مذہب قبول کر لیا
تقیہ کی صورت میں یہ لوگ سید عبد اللہ کے پاس آ کر عقیدتمندی کا اظہار
کرتے تھے۔ جس کی بنا پہ آپ نے ان کی ایک نوجوان لڑکی اپنے نکاح میں
نامزد کی۔ سید احمد ابھی حالت شیر خوارگی میں تھا۔ کہ پدری سایہ سے
محروم ہو گیا۔ نانا کے قبیلہ میں تربیت پاتے ہی اثنا عشری امامیہ
مذہب کے حلقہ بگوش زمرہ میں آ گیا۔ احمد پورہ بانگل میں سید احمد کے
زیارتگاہ موجود ہے۔ علاوہ چھ صاحبزادیاں جو کہ میر میرک اندرابی نے یادگار

ھ میر شمس الدین عراقی کی آمد سے پہلے سرزمین ہذا کے خاص و عام باشندے سب کے سب حنفیہ سنی
مذہب کے مقلد پابند تھے۔ اثنا عشری امامیہ مذہب کا نام و نشان تک موجود نہیں تھا۔ میر شمس الدین
اسوقت یہاں آیا۔ جبکہ ملکی نظم و نسق ضبط و ربط میں نفاق پسند امراء و زعما کی خود غرضی نفاق
پسندی کیوجہ سے نمایاں اختلافات واقع ہوئے تھے۔ اور محمد شاہ فتح شاہ کی دو عملی خانہ جنگی نے بری
صورت اختیار کر لی تھی۔ جسکا مفاد ابتدا میں تقیہ کی صورت میں بعدہ اعلانا میر شمس الدین نے
اٹھایا۔ اپنے ذاتی مذہب کی راہ و رسم کا فروغ دے دیا۔ مگر ساتھ ہی جناب حضرت شیخ حمزہ رح
وغیرہ نے تبلیغی سرگرمی سے کام لیتے ہوئے شہر و دیہات میں دورہ کیا۔ امامیہ اثنا عشری کے مذہبی
رسومات کو بے اثر بنانے میں کوشش کی۔ جسکی بنا پر علاقے کے علاقے دیہاتوں کے دیہات فوج
در فوج جناب کے حلقہ ارادتمندی میں داخل ہوئے۔ حنفیہ سنی مذہب کے اتباع میں آ گئے۔

لہ بابا مسعود نروری کے موجودہ خاندانی افراد اپنے آبا و اجداد کا ایک بڑا نسب نامہ پیش
کرتے ہیں۔ اور دکھلاتے ہیں۔ کہ میر میرک اندرابی کی ایک صاحبزادی بابا مسعود نروری کے
عقد نکاح میں آئی تھی۔ دوسری صاحبزادی کا نکاح بابا داؤد خاکی رح سے ثابت ہے
بابا داؤد خاکی رح کے حالات اور انکی فرزند بابا محمد سعید خاکی کے کارنامے مقدمن زندگی میں مذکور ہیں

چھوڑدی ہیں۔ سید محمد۔ سید احمد قاسم۔ سید یوسف اُن کے تین
بیٹے ایسے ہیں۔ جن سے بے شمار ذریت پیدا ہوئی ہے۔ سید محمد اپنے
والد ماجد کے محلہ میں بمقام ملارٹہ ساکن رہا۔ اور ۲۶ سنہ میں انتقال فرمایا
میرش محلہ ملارٹہ۔ لولاب۔ رتنی پورہ۔ کانٹھ پورہ۔ پوچھل۔ تکیہ بہرام شاہ
آری گام نارہ اندر۔ سیل۔ سیدہ پورہ ہمچی۔ کذویرہ۔ بارہ مولہ۔
پونچھ۔ لاہور۔ دھوبگلی۔ وذیر آباد۔ امرتسر۔ سیالکوٹ۔ کھرال
علاقہ جہلم۔ سوجان پورہ۔ پٹھانکوٹ۔ موضع مہنہ مانگی متصل امین آباد
بہار بنگال۔ کلکتہ۔ پٹنہ۔ مارکنڈ نیپال۔ اور دیگر دیہات مضافات میں
سیّد محمدؒ کی اولاد واحفاد پائے جاتے ہیں۔ سید احمد قاسم موضع
پوچھل پرگنہ چھراٹ میں جاکر سکونت پذیر ہوا۔ چنانچہ آپ کا مزار پوچھل ہی
میں موجود ہے۔ پوچھل۔ کنہ دیر۔ وندہامہ۔ لاہور وغیرہ میں انکی ذریت
اب تک موجود ہے۔ سید یوسف تیسرے بیٹے نے ایک خاص مدت تک
موضع گیرو ترال میں رہائش کی۔ آخر سرینگر میں واپس آکر محلہ درگجن کے
آس پاس وفات پائی۔ وہاں مدفون ہیں۔ موضع گیرو۔ سیل۔ چاڈورہ
چھراٹ کے سادات سید یوسف شاہ کی اولاد ہیں۔ اندرابی سادات کی
کثرت نے ایک ایسا لاینحل معمہ پیدا کردیا ہے۔ کہ بڑی تعداد سے شہر دیہات
کے باشندے دعوادیکر شجرے نسب نامے بناتے ہیں۔ اور اندرابی سادات
کے ساتھ اپنے آباؤ اجداد خاندانی افراد کے نسب نامے ملاتے ہیں ؎

بندگی باید پیمبر زادگی درکار نیست آئینہ چون تیرہ گردد لایق دیدار نیست

چک خاندان کے پانچویں بادشاہ یوسف خان چک کی دوسری دفعہ
تخت نشینی سے دو سال گذرے تھے۔ کہ ماہ صفر سنہ ۹۹۰ کی پانچویں

تاریخ کا وہ دن آگیا۔ جو کہ جناب سید میر میرک اندرابی کو فانی دنیا سے الوداع خیرباد کہنے کا دن تھا۔ آپ کی عمر اکہتر سال سے زاید نہیں تھی اکہتر سال کی مدت میں سرزمین کشمیر میں تقریباً مشہور سلاطین گذرے ہیں۔ جن کے عہد حکومت میں نہ صرف حاکمانہ انتظام کی حیثیت سے یا تباہ کن خانہ جنگی نفاق گستری کے برے اثرات کی حیثیت سے بلکہ اپنی مذہب کے متعصبانہ نوعیت سے ناگفتہ بہ اخلاق کی تحریکات رونما ہوئے۔ مگر جناب میر میرک اندرابی کا رویہ ایسے غیر متعلق معاملات میں دخل دینے سے بہرصورت بالاتر رہا۔ باہر نہیں نکلتے۔ جوش وخروش کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں تھا اپنی نسبت کی نگہداشت کی کوشش میں رہے۔

محلہ ملارٹہ میں جس کو اندرابی سادات کے کثیر التعداد افراد کے سکونت کی وجہ سے میر محلہ کہتے ہیں۔ اندرابی خانقاہ کے قرب وجوار میں ایک بڑا مقبرہ موجودہ تھا۔ جس کے احاطے میں خواجہ محمد امین کول۔ خواجہ ابراہیم۔ خواجہ عبداللہ کول۔ وغیرہ مدفون ہیں۔ جناب میر میرک اندرابی بھی دفن کئے گئے ہیں۔ تاریخ وفات کا یہ قطعہ آپ کے قبر شریف کے ایک پتھر پر کندہ ہے۔ تاریخ یہ ہے ؎

چو میرک میر سید مرشد وقت　　توجہ جانب فردوس فرمود

ہر سال آپ کی زیارتگاہ پر ناجائز غیر مشروع میلہ جات اجتماعات اور اخلاق سوز اعمال اشغال کی حیثیت سے نہیں۔ بلکہ قرآن خوانی کی تقریب پر محلہ ملارٹہ میر محلہ کے باشندے جمع ہوتے ہیں۔ کلمات پڑھتے ہیں۔ فاتحہ درود خوانی کی لطف آمیز مجلس منعقد کیجاتی ہے۔ مگر اندرابی سادات کے کثیر التعداد افراد کو اپنے آباؤ اجداد کے یادگار خانقاہ کے شکستہ ریخت کی مرمت کی ہمت توفیق شامل حال نہیں ہوتی۔

پئے تاریخ وصلش شاہد عقل بگفتا پنجم از شہر صفر بود

ایضاً

چو سیّد ز دنیائے دون نقل کرد ز ابدال و اوتاد بود ست فرد
پئے سال تاریخ میبر نکو بگفتا خرد۔ شیخ و سیّد بگو

ایضاً

چون بود نہ صد گذشت از ہجرت خیر الانام
سید از دنیائے دون رفتہ سوئی دار السلام

بڑی جستجو ہوئی۔ کہ کتنے اصحاب نے جناب میر میرک اندرابی کی خدمت میں ارادتمندی کی حیثیت سے حاضر ہو کر روحانی تعلیمات اور ارشاد نامے حاصل کئے ہیں۔ مگر کامل جستجو کے باوجود یہ سوال حل نہیں ہوا۔ کیونکہ سب کے سب تذکرہ نویس حضرات ایسے ضروری بات کے اندراج سے خاموش رہ چکے ہیں۔ ع خموشی معنئی دارد کہ در گفتن نمی آید۔

میر سید محمد اندرابی جیسا کہ مندرجہ بالا سطور میں بیان کیا گیا۔ اندرابی سادات یعنی میر میرک اندرابی کے خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ آپکے دو بیٹے میر ابراہیم۔ میر اسماعیل پیدا ہوئے ہیں۔ دونو بیٹے صاحب اولاد تھے۔ میر ابراہیم کے بڑے بیٹے کا نام میر محمد طاہر تھا۔ جو کہ میر محمد افضل اور میر عزیز اللہ دو فرزندوں کے باپ ہیں۔ میر محمد فضل کی ابتدائی تعلیم و تربیت کا انتظام گھر پہ ہوا تھا۔ لیکن جب آپ اپنے موروثی خاندانی کمالات کی تحصیل سے فارغ ہوئے۔ تو جناب سید شاہ ابو الحسنؒ قادری پشاوری کے پاس حاضر ہو کر بیعت کا ہاتھ دیدیا۔ طریقہ قادریہ کے ہدایات کی تعلیم حاصل کی۔ پھر شیخ بابا داؤد متہ مالو کی با برکت صحبت میں وقتاً فوقتاً حاضر رہنا

آپ کو از بس مرغوب تھا - گویا آپ نے اپنے پیرانِ طریقت کیساتھ یہ شرط باندھ رکھی تھی - کہ سنّت کی متابعت میں آپ اول درجہ پہ رہینگے - شہرت و ناموری کے ذرائع خصوصًا آمد و رفت کے تعلقات سے ہاتھ دھو کر خانہ نشینی اختیار کی - قرآن مجید کی کتابت کو اپنی زندگی اپنے گذارہ معاش کا خاص مشغلہ قرار دیدیا - ۱۱۲۳ھ میں آپ نے وفات پائی -

میر سعد اللہ خان شاہ آبادی نے اپنی مصنفہ تاریخ باغ سلیمان میں میر محمد افضل کے خاندانی سیادت پر جرح کرتے ہوئے یہ لکھا ہے -

بملا رنٹہ ہست چو بدرِ منیر	سیدِ با صفا است میرک میر
بعدِ رحلت خلیفۂ با جود	مبتنائش میر افضل بود
میر افضل کہ آن سعید صفی	سیّدِ لطفی است نے لطفی

سیّد شاہ ابو الحسن قادری پشاوری ور سید شاہ محمد فاضل خانیاری ح دلوں بزرگ آپسمیں نسبی اخوت کا تعلق رکھتے تھے - ۱۰۹۰ھ میں یہان تشریف فرما ہوئے - خواجہ عبد القادر خانیاری ح کے دولتخانہ میں مقیم رہے - سلسلہ قادریہ کے تعلیمات ہدایت ما کی نشر و اشاعت میں ساعی سرگرم رہے ایک خاص مدت تک آپ کے اولاد احفاد بھی اپنے اسلاف کے نقش قدم پہ حتی الامکان ثابت رہنے انکے اختصاص کا درجہ رکھتے تھے - چنانچہ میر بزرگ شاہ قادری نے استحان شاہی کے اہل دربار خصوصًا سردار عبد اللہ خان جیسے جابر شوریدہ سر ناظم کشمیر کے دربار میں رسائی حاصل کی - اور موئی شریف نے خانقاہ - زیارت گاہ خصوصًا اس وقفیہ جاگیرات کی نگرانی کا رابطہ پیدا کر لیا - جو کہ سردار عبد اللہ خان نے خاص خانقاہ کے ضروری مصارف کیلئے مقرر کر کے رکھا تھا - میر یاسین خانیاری کے زمانے تک جو کہ سجکوٹ کے سادات سے تھے - اور میر بزرگ شاہ کے دختر زادے ہیں - وقفیہ جاگیرات کی آمدنی کم و بیش جائز مصارف میں صرف کیجاتی تھی - بعد و ناگفتہ بہ ایسے حالات رونما ہوئے ہیں - جنکی بنا پر موجودہ ڈوگرہ حکومت کو باقاعدہ سرکاری کمیٹی کے انعقاد کی ضرورت پڑی - کمیٹی کے ممبران کو زیارتگاہ - خانقاہ - اور جاگیرات کا

مگر ساتھ ہی تحایف الابرار کے مشہور مصنف نے میر سعد اللہ خان کے جرح کو حقیقت شناسی سے نہایت ہی بعید اور غیر مصدقہ تصور کر کے واقعات کشمیر تحقیقات امیری - تحفۃ الفقرا - تاریخ حسن - غوثیہ منظوم غرض اس قسم کی متعدد کتابوں کے تحریرات کی تائید کی ہے - یہ ساری کتابیں جو کہ کثرت سے موجود ہیں - اور مصدقہ تسلیم کیجاتی ہیں - میر افضل کے شرافت خاندانی سیادت کا اعتراف کرتے ہوئے صراحتاً قابل ہیں - کہ آپ بچند واسطہ جناب میر میرک اندرابی کے سلسلہ ذکور سے ہیں -

ملا بہاءالدین متو یوں لکھتے ہیں ؎

میر چون از جہان غمگدہ شد　　دفنگاہش سر ملادہ شد

میر افضل ز آلِ امجدِ او　　جانشین دگر بمسندِ او

بہر حال میر سعد اللہ خان کے سوا کسی مستند تاریخ نویس نے ایسا کوئی جرح پیش نہیں کیا - تو شک و اشتباہ کی کوئی گنجایش نہیں رہی -

میر عزیز اللہ کے بیٹے میر حبیب اللہ کی ذریت خاندانی رشتہ دار سرینگر - بارکند کے علاقہ جات میں موجود ہیں - پیری مریدی کے علاوہ تجارت بھی کرتے ہیں - میر محمد عنایت اللہ اور میر محمد میرک ثانی یہ دونوں

لے سید شاہ مجنون رب کے والد ماجد نے اپنے قدیمی وطن کا بلستان کو چھوڑ دیا - سرزمین ہند کی راہ لے لی - ارہامہ میں مدفون ہے - میر سعد اللہ خان باضابطہ فارسی عربی درسیہ کتابوں کی تعلیم حاصل کر کے معارف شناسی کے خیال میں پڑا - بابا ابوالبقا شاہ آبادی کی خدمت میں آیا - خداداتی کی پوری کشت جنت حاصل کی - مطالعہ کتب بینی اور تاریخ دانی کا بڑا شایق تھا - مغازی النبوۃ - گل و بلبل تفسیر القرآن وغیرہ آپکی تصنیفات یادگار ہیں - موضع منڈراہ میں مدفون ہیں - ۱۰۹۲ھ میں باغ سلیمان تاریخ کشمیر کی تحریر کی ابتدا کی جمعہ خان ناظم کشمیر کے عہد حکومت تک واقعات اور حضرات دین کے حالات کا مجموعہ لکھا

بزرگ میر محمد افضل اندرابی کے خلف الصدق ہیں۔ ماہ ذی قعدہ ۱۱۵۹ھ کی
پانچویں تاریخ کو میر محمد عنایت اللہ نے اپنی اولاد کو داغ مفارقت دے دیا
تاریخ وفات یہ ہے:۔

میر ما زین جہاں رحلت نمود	بہر او رضوان در جنت کشود
شیخ دین سید عنایت اللہ مرد حق	بود دائم در رکوع و در سجود
از خرد تاریخ فوتش خواستم	گفت جمعہ پنجم ذی قعدہ بود

حاجی میر عتیق اللہ۔ میر محمد رافع۔ میر نعمت اللہ۔ میر عاصم۔ میر عصمت اللہ
پانچ بیٹے آپ کے ورثہ موجود تھے۔ افراسیاب بیگ خان ناظم کشمیر کے عہد
حکومت ۱۱۵۹ھ میں جبکہ انتظامی حالات میں ہلچل پڑی۔ غلات کی نایابی کے
تباہ کن صدمات رونما ہوئے۔ خاص و عام تمام باشندے شور و غوغا کرکے
تقریری تحریری صورت میں مظاہرے کرتے رہے۔ جس میں حاجی عتیق اللہ
پیشقدم سرگروہ تھا۔ آخر اسی دار و گیر میں مظلومانہ حیثیت سے آپ شہید
کئے گئے۔ اپنے مقتل میں سید منصور کی زیارتگاہ کے آس پاس آپ دفن کیے گئے
میر محمد میرک ثانی کے بیٹے کا نام میر عبدالسلام ہے ایک فرزند سید محمد
اور ایک صاحبزادی شریفہ بانو یادگار رہی۔ شریفہ بانو کی شادی ملا محمود
علامہ متقی تارہ بلی سے ہوئی۔ ملا محمود[1] کے دو بیٹے ملا محمد مقیم اور شیخ
محمد اکبر ہادی تھے۔ سید محمد کے خلف الصدق سید محمد میرک ثالث کو

[1] یہ امر حیات صرفی ایک مستند کتاب میں طے ہو چکا ہے۔ کہ علامہ متقی ملا محمود تارہ بلی کے خاندانی
نسب نامہ کا تعلق جناب حضرت ایشان شیخ یعقوب صرفی عاصمی کے محترم بھائی میر محمد عاصمی گنائی
تک جاکر ملتا ہے۔ جسکی نسبت بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ حضرت عاصم کی ذریت سے ہیں۔ ملا امان اللہ
علامہ دانزہ پوری کی صاحبزادی اولاً ملا محمود تارہ بلی کے عقد نکاح میں آگئی تھی ثانیاً شریفہ بانو سے شادی ہوئی

ایک صاحبزادی اور ایک فرزند میر نظام الدین موجود تھے۔ صاحبزادی خواجہ کمال الدین شہید نقشبندی کے خلف الصدق خواجہ عبدالخالق نقشبندی متولی کے عقد نکاح میں آئی۔ خواجہ غلام محی الدین نقشبندی اس عقد نکاح کا نتیجہ تھا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ خواجہ عبدالخالق نقشبندی کو میر اویسی خان کابلی کی صاحبزادی سے نکاحاً تعلق پیدا ہوا تھا۔ جس کا نتیجہ خواجہ پیر شاہ خواجہ محمد شاہ۔ دو بیٹے اور مرصعہ بیگم ایک لڑکی کی صورت میں نکلا۔ خواجہ پیر شاہ نے سکھا شاہی کے جبر و تشدد کی وجہ سے مجبور ہو کر سرزمین کشمیر اپنے قدیمی وطن کو چھوڑ کر کابلستان کا راستہ لے لیا۔ جہاں پہ پہونچکر تجارت کا طریقہ اختیار کیا۔ بہترین صورت میں اپنے حال کی اصلاح کی۔ چنانچہ کشمیری الاصل ملا رحیم شاہ گاگی کابلی ملک التجارہ کے بھائی ملا قمرالدین خان گاگی کابلی کی لڑکی سے شادی کا رابطہ پیدا کر لیا۔ اسی اثنا میں اپنے علاتی بھائی خواجہ غلام محی الدین کو کابلستان آنے کے لئے اصرار اور درخواست کی۔ خواجہ غلام محی الدین نے اپنی والدہ ماجدہ یعنی میر نظام الدین اندرابی کی ہمشیرہ محترمہ کو ساتھ لے کر کابلستان میں اپنے آپ کو پہونچایا۔ جہاں کہ وسیع تجارت کا سلیقہ اختیار کر کے بڑی شہرت نیکنامی حاصل کی۔ اور ملا قمرالدین خان گاگی ملک التجار کی دوسری صاحبزادی سے نکاح کیا خواجہ سعید شاہ اور خواجہ غیاث شاہ دو بیٹے پیدا ہوئے ہیں۔ خواجہ سعید شاہ نے اپنے چچا خواجہ محمد شاہ نقشبندی کی دختر نیک اختر سے

نقشبندی حضرات سادات در اصل حضرت خواجہ سید علاء الدین بخاری کی ذریت سے ہیں جو کہ حضرت خواجہ بزرگ سید بہاء الدین محمد نقشبند بخاری کے داماد تھے۔ خواجہ بزرگ کی مسلم الثبوت سیادت خاندانی نسب نامہ کے تذکرے اشجار الخلد مراۃ طیبہ روضۃ السلام وغیرہ میں موجود ہیں

شادی کی - خواجہ غلام محی الدین کا دنیادی اقتدار اعتبار اسقدر بڑھ گیا
کہ شاہی اہل دربار کے زمرے میں شامل رہا - جسکی بناء پر سردار دوست
محمد خان والئے المملک نے ایکہزار ایکسو روپیہ وظیفہ مقرر کر کے آپ کو دیدیا
اور ترکستان کے مضافات میں سے اخچہ جلیم کے علاقہ کے مستقل عملداری
آپ کو سپرد کی - آخر آپ نے ۱۲۷۳ھ میں وفات پائی - اخچہ جلیم میں مدفون
ہیں - مغلیہ خاندان کی عملداری تقریباً اختتام کی حد تک
پہونچ چکی تھی - کہ میر نظام الدین پیدا ہوئے ہیں - بچپن ہی سے آپ
ذہین - کارکن - مستعد - محنتی ثابت ہوئے ہیں - علمی فضایل کے ساتھ
ساتھ روحانی تعلیمات کے ادراک کو آپ بہت پسند کرتے تھے - چنانچہ
فاضل اجل اخوند ملا محمد مقیم لوٹ پیگہ کے خلف الصدق اخوند ملا نور الھدٰی کے
درسگاہ میں جو کہ محلہ بلدیمر بیل موجود تھا - ایک خاص مدّت تک حاضر باش رہا
درسیہ کتابوں - فقہ - حدیث - تفسیر - ادب - دینیات کی کافی تعلیم
حاصل کی - علمی فضایل حاصل کرنے کے بعد روحانی مشاغل حاصل کرنے کیلئے
شاہ ابو البقا قادری کے پاس تشریف لیگئے - درود وظایف خوانی اور
صوفیانہ ذکر اذکار کی تکمیل میں کامل توجہ کی - یہ ایک عزم بالجزم تھا جسکو
آپنے بوجہ احسن پورا کر دیا - باضابطہ ارشاد نامہ پایا - بعدہٗ جناب حضرت

سرزمین کشمیر کے مشہور علماء فضلا ارباب فتوا کے ممتاز زمرے میں اخوند ملا مقیم اور اخوند
ملا نور الھدٰی نے ہمیشہ ایک خاص مدرس مصنف متدین مفتی کی حیثیت سے حصہ لے لیا - مولوی
امان اللہ مفتی وازہ پورہ سے ہمیشہ مناظرہ علمی مباحثہ کرتے تھے - ملا محمد انور لوٹ پیگر د حکیم محمد
صدیق شیخ الاسلام علامہ مولوی ہدایت اللہ متو - ملا محمد قوام الدین مفتی وازہ پوری اور
بابا عبد اللہ لیسوی وغیرہ آپکے علمی فیوض برکات کی مرہون منت ہیں -

سید علی ہمدانی رضؓ کے خاندانی افراد میں سے ایک مشہور بزرگ میر میرک شاہ خانقاہی متولی نے آپ کو اپنا متبنّیٰ جانشین بنایا۔ چنانچہ اپنی صاحبزادی آپ کو نکاح دے دی۔ اس تعلق کا نتیجہ اس صورت میں نکلا۔ کہ مولوی ہدایت اللہؔ مفتی نے اپنی مصنفہ کتاب تکملۃ التواریخ میں لکھا ہے کہ ایشان در محلہ خانقاہِ معلّیٰ آمدہ سکونت گرفت از روئے قابلیت خصوص بہ تولیت خانقاہ یافت در ۹۸ھ براہِ آخرت شتافت تاریخ ہوئی مظہر احمد شیخ محرم۔ ۹۸ھ

میر نظام الدین کی وفات کے بعد آپ کے دو بیٹے موجود تھے۔ میر عزیز الدین اور میر احمد شاہ۔ میر احمد شاہ کی وفات ۱۱۶۶ھ میں واقع ہوئی۔ ان غیاث شاہ اور میرک شاہ آپ کی اولاد موجود ہیں۔ میر عزیز الدین بزرگان دین خصوصاً جناب شیخ احمد تارہ بلی کی خدمت میں جا کر اپنے مقصد میں کامیاب رہا۔ ۱۳۰۰ھ میں آپ نے انتقال کیا۔ میر محمد شاہ آپ کے بیٹے نے جو کہ ۱۲۸۴ھ میں پیدا ہوئے ہیں۔ اور مدت العمر تک قرآن مجید کا درس دیتے تھے۔ یہ کام کیا ہے۔ کہ اپنے جد بزرگوار میر شمس الدین اندرابی کے مزار کو محدود دیوار بندی کرائی۔ جہاں کہ آپ بھی دفن کئے گئے ہیں

مقبرۂ سادات | وفات جناب میر میرک اندرابی کی محلہ ملارٹہ میں ہوئی۔ اور

ؔ مولوی ہدایت اللہ مفتی ۱۲۱۱ھ میں انتقال کر گئے ہیں۔ آپ کی وفات سے سرزمین کشمیر کے مشہور مقتدر علمائے ارباب فتوا کی صف میں جو جگہ خالی ہوئی تھی۔ وہ مولوی امیر الدین کلان قاضی القضات آپکے خلف الصدق نے پُر کی ہے۔ تحفۃ الاخوان تکملۃ التواریخ رد شبہات حافظ کمال وغیرہ مولوی ہدایت اللہ متوسے یادگار ہیں۔ ہدایۃ العلما میں آپکے مفصل حالات مذکور ہیں۔

خانقاہِ اندرابیہ کے سامنے ایک محدود قبرستان ہیں آپ دفن کئے گئے ہیں۔ محلہ طارٹہ کو موجودہ زمانے میں اندرابی سادات کے سکونت کیوجہ سے میرہ محلہ بھی کہتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جہاں کہ اندرابی سادات کے قبرستان کا احاطہ موجود ہے۔ ایک خاص عرصہ کی بات ہے۔ کہ یہ قبہ جات خواجہ محمد امین کول۔ خواجہ ابراہیم کول کے خاندان کے قبضہ میں تھے۔ چونکہ خواجہ محمد امین کول انقلاب پسند ہستی کی تحریک سے ہاتھ دھوکر جناب شیخ بابا داؤد خاکی کی درگاہ پہ آیا۔ صوفیانہ روحانی رنگ سے رنگین ہو گیا۔ جناب شیخ بابا داؤد خاکی میر میرک اندرابی کے رشتہ دار ہوتے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ خواجہ محمد امین کول نے اپنے مقبوضہ قبہ جات کا قبضہ جناب میر میرک اندرابی کو دے دیا۔ محدود قبرستان کے باہر جسکی تجدید و تعمیر باشندہ پنجاب سید محمد قاسم اندرابی کے ذریعہ ہوئی تھی۔

چاردیواری کے وسیع احاطے میں سید محمد اندرابی کے اولاد و احفاد کے اکثر افراد میر محمد افضل (متوفی ۱۱۲۳ھ) میر محمد طاہر (متوفی ۱۱۳۹ھ) میر کمال الدین (متوفی ۱۲۳۸ھ) میر عبدالخالق (متوفی ۱۲۰۰ھ) میر عبدالغنی (متوفی ۱۲۷۲ھ) میر جمال الدین (متوفی ۱۲۷۱ھ) میر سعید اندرابی (متوفی ۱۲۸۲ھ) میر عبدالاحد (متوفی ۱۳۰۳ھ) میر عبدالقادر (وفات ۱۳۰۱ھ) میر احمد (وفات ۱۲۸۴ھ) میر مصطفی شاہ (متوفی ۱۳۳۷ھ) میر کمال الدین ثانی (وفات ۱۳۲۵ھ) میر محی الدین (متوفی ۱۳۰۶ھ) وغیرہ دفن کئے گئے ہیں۔

چند سال کی مدت ختم ہوئی۔ جبکہ میں نے جناب میر میرک اندرابی کے سوانحات عمر کے بارے میں دریافت طلب چند باتوں کی تحقیقات کی خواہش کی۔ اور شہر و دیہات کے احباب سے جو کہ مرحوم ممدوح الذکر کے حالات سے واقف تھے

آپ کے سوانحات کا تذکرہ کیا۔ اسی سلسلہ میں لولاب۔ کانتھ پورہ کے باشندے میرے ایک دوست نے قلمی لکھے ہوئے پرانے چند اوراق دکھلائے کہ وہ خواجہ محمد امین کول کے تصنیف کردہ تھے۔ اور احوال المرشد کے نام سے موسوم تھے۔ احوال المرشد کے ابتدا میں منقبت کی نوعیت پر ایک قصیدہ درج تھا۔ جو کہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے

پیرِ ما چون میر میرک صدرِ دین — بر سپہرِ معرفت نورِ الیقین

پیرِ ما چون میر میرک قطبِ حق — در حقیقت ماہتابِ شرع و دین

پیرِ ما چون میر میرک کاملی — عارفے ممتاز تر از عارفین

پیرِ ما چون میر میرک مردِ کار — مرشدے پرہیزگارِ متقین

پیرِ ما چون میر میرک بے گمان — دُرّۂ دریائے محبت در یقین

پیرِ ما چون میر میرک شاہِ دین — بینوائے درگہش خاقانِ چین

پیرِ ما چون میر میرک پرشرف — مشرقِ انوارِ ربّ العالمین

باد جانِ ما نثارِ خاکِ او — نیز بر یارانِ و تبعِ تابعین

تا قیامت ہر کہ باشد زآلِ او — باد جانم ہم فدائے او چنین

لہ اندرابی سادات کے بڑے خاندان میں آپ نے بڑی شہرت نیکنامی حاصل کی۔ مولوی غلام الدین مفتی جامعی ملا عبدالغنی کلو کلاشپوری مولوی شیخ احمد واعظ اخوند ملا جمال الدین عالیکدلی کے درسگاہ میں حاضر ہو کر درسیہ کتابوں کی تعلیم بخوبی حاصل کی۔ پھر ہندوستان کی راہ لے لی دہلی میں توقف فرما کر مولوی محمد اسحاق دہلوی مولوی محمد شریف دہلوی مجددی کی خدمت میں ہا مختلف علوم فنون اور باطنی تعلیمات میں اعلیٰ درجہ کا کمال حاصل کر کے واپس آیا درس و تدریس کا دایرہ وسیع کر دیا۔ مولوی عزیز الدین مفتی وازہ پوری۔ مولوی محمد یحییٰ واعظ اجوری کدلی۔ خواجہ اسد اللہ دار۔ عبدالنبی مفتی جامعی۔ شیخ قمر الدین تارہ بلی۔ میر عبداللہ شاہ قادری۔ بابا عبدالقادر بٹہ مالنہ۔ ملا حسن شاہ تقی۔ میر شمس الدین اندرابی وغیرہ آپ کے ممتاز مشہور شاگردوں کے زمرے میں شامل تھے۔ ترجمہ القرآن۔ تفسیر القرآن۔ رسالہ صدقات الاموات وغیرہ آپ کے تصنیفات ہیں۔ اپنی عمر عزیز کے ایام غربت میں صرف کئے ہیں۔ آپکی تاریخ وفات ہے

حضرات معاصرین جناب سید میر میرک اندرابی کے بابرکت زمانے میں کثرت سے مشائخ سادات علما اور محترم بزرگانِ دین سرزمین کشمیر میں موجود تھے جو کہ فضل و کمالات کی تحصیل و تکمیل کے بعد عام تبلیغ اشاعت دین کی مسند پہ بیٹھکر مذہبی فرائض بجالاتے تھے۔ تو اُن کے اسما اور اُن کے مقدس حالات کا تذکرہ لکھنا قدرے دشوار معلوم ہوتا ہے۔ اسلئے صرف چند مشہور مخصوص معارف شناس حضرات کی مختصر کیفیت درج کیجاتی ہے۔

(۱) حضرتِ سلطان مخدوم شیخ حمزہ سرینگر کشمیر کے بڑے احاطے میں آپ کی مشہور زیارتگاہ کوہ ماران ہاری پربت ایک پہاڑی کے جنوبی کمرے پر واقع ہے۔ اکبر بادشاہ کے شہر پناہ قلعۂ ناگر نگر کے اندر جاکر تھوڑی سی مسافت طے کیجاتی ہے۔ اور ۷۵ سیڑھیاں چڑھکر اوپر جانا پڑتا ہے۔ تو زیارتگاہ کا دروازہ سامنے آجاتا ہے۔ ڈیڑھ سو سے زائد خاص خاص اولیا مشائخ سادات کی قبور زیارتگاہ کے اندر موجود تھے۔ خاص دہر حضرتِ سلطان کی ولادت کی تاریخ بیان کیجاتی ہے۔ زینہ گیر کے ایک گمنام گاؤں تجر میں جو کہ آپ کے خاندانی بزرگوں کے قبضے میں تھا۔ آپ پیدا ہوئے ہیں۔ چندر بنسی راجپوت خاندان سے آپ نسباً تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی طفولیت کے زمانے میں ایک خاص عرصے تک دیہاتی باشندوں کی گائیں بال مویشی کو چراتے پالتے تھے۔ مگر ساتھ ہی آپنے ربانی توجہات کی تحریک پہ یہ ساری باتیں چھوڑ دیتے ہوئے سرینگر کی راہ لے لی۔ جناب بابا اسماعیل زاہد کی خانقاہ دارالشفا میں جو کہ کوہ ماران کے کمرے پہ مشرق شمال کے حدود میں واقع تھا۔ پھر سمسی چک کو پوارہ کی بڑی خانقاہ میں آپنے توقف فرمایا۔ قرآن مجید کے درس و تدریس کے علاوہ فقہ حدیث

دینیات کی تعلیمات کی پوری دستگاہ حاصل کی - اِسی اثنا میں فیاضِ مطلق کیطرف سے آپ کو اِس قسم کے تحریکات الطاف روحانی جذبات ملتے رہے جو کہ ظاہری تعلیمات کے بہترین مشاغل کے ساتھ ساتھ اخلاق سلوک مجاہدہ اور معارف شناسی میں بڑی مددگار ہوئے - اولیائے کرام صحابہ خصوصًا جناب رسولِ مقبولؐ کی وقتًا فوقتًا روحانی امداد کو آپ نے اپنا نصب العین بنایا

آخر وہ وقت آگیا کہ مخدوم سید جمال الدین بخاریؒ دہلوی نے جناب رسولِ مقبولؐ کے ارشاد کی تعمیل پر یہاں آیا - اور ملک احمد بتو کے خانقاہ میں بمقام دبدہ مر توقف فرمایا - چنانچہ حضرت مخدوم کو اپنی مشفقانہ تربیت کے آغوش میں رکھتے ہوئے باضابطہ خلعتِ خلافت عطا کیا - بلکہ ارشاد نامہ لکھکر دے دیا - ارشاد نامہ سے کام لے کر آپنے باہر آکر شہر و دیہات میں پیری مریدی کے دورے کئے - خالص توحید پرستی سنت مذہب کی نشر و اشاعت میں جدو جہد کی - شیعہ مذہب کی مذہبی تحریکات کی استیصال میں کوشاں رہے -

مخدوم مرحوم آپکی وفات کی تاریخ بیان کیجاتی ہے - بیان کیا جاتا ہے - کہ بابا علی رینہ اور بابا علی دیگ شوی یہ دونوں بزرگ حضرت سلطان کے خلفا کے بڑے زمرے میں شامل تھے - جن کی اولاد احفاد ایک خاص عرصہ سے زیارتگاہ کے مجاور خدام تصور کئے جاتے ہیں - تحفہ محبوبی اور جنت الدنیا میں اُن کے کارنامے مذکور ہیں -

شکر للہ حال من ہر لحظہ نیکوتر شدہ است	شیخ شیخان شیخ حمزہ تا مرا رہبر شدہ است
یافت چون ہمنامیِ آن غازیِ نامیِ دین	پھولنے در جہادِ نفس زور آور شدہ است
والذین جاھدوا خوانده چو سعی و جہد کرد	خوب نمودش رہ پس ہادی بحر و بر شدہ است
استقامت چون نمود اندر عمل در ما علم	علم ما لم یعلم تو داد دین پرور شدہ است

ء ۸۶۳ھ میں آپ نے داعیِ اجل کو لبیک کہا - دہلی میں مدفون ہیں -

چون خدا علمِ لدنی کرد تعلیمش ز مہر | بہرِ اسرارِ الٰہی عالم اماہر شدہ است
مشکلات و اغلاقاتِ سالکان زین سبب | پیشِ او تعبیر کردن اسہل و ایسر شدہ است
روشنش انوارِ قرآن گشت ہم اسرارِ آن | ہم خواصِ معنیش دید و ہم الفاظِ آنش از بر شدہ است

(۲) سیّد احمد کرمانی۔ سیّد محمودؒ آپ کے والد ماجد ہیں۔ جو کہ پانچ پشتوں سے کرمان کے باشندے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کے خاندان کو ساداتِ کرمانی کہتے ہیں۔ حضرتِ امام علی تقی سے ۱۲ پشتیں گذر کر سیّد محمودؒ نے وجود پایا۔ سیّد احمد ابھی دس بارہ برس کی عمر میں تھے۔ کہ آپ نے گھر بار اہل و عیال کو چھوڑ کر صحرا نوردی سیر سیاحت اختیار کی۔ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ہندوستان کی راہ لے لی۔ دہلی میں توقف فرمایا۔ سرزمین کشمیر کے ایک معزول مفرور بادشاہ کی تحریک کی بنا پہ جو کہ اپنے چچیرے زاد بھائی کے غالب سلوکی کی وجہ سے بھاگتے ہوئے دہلی میں مقیم ہوا تھا۔ آپ نے سرزمین ہذا میں تشریف فرمایا۔ اپنا قدم جمایا۔ اولاً سید بلبل شاہ قلندر کی خانقاہ میں ثانیاً محلہ نروره میں آپ نے رہائش کی۔ لوگوں کے دلوں کو جو کہ اہل تشیعہ کے مذہبی شکوک و شبہات کے باعث متردد متزلزل ہوئے تھے۔ اپنے نصایح آمیز کلمات روحانی توجہات سے منور کر دیا۔ بلکہ تمام مسلمانوں کو حنفیہ سنی مذہب کے عملیات یہاں تک کہ جناب سیّد علی ہمدانی رضؒ کے مجموعہ اوراد فتحیہ کے فائدہ بخش ورد پڑھنے پہ کاربند رہنے کی تلقین کی۔ بابا مسعود نروری۔ سید مسافر۔ سید جلال الدین۔ درویش نعمت اللہ چتہ بلی آپ کے خاص خلفا ہیں۔ حضرت سلطان العارفین باوجود اس کے کہ آپ ولایت تو حقیقت شناسی کے منازل طے کر گئے تھے۔ آپ کی صحبت کو اس وجہ سے غنیمت سمجھتے تھے۔ کہ دونوں بزرگ ایک ہی مشرب ایک ہی سلسلہ کے

فیض یافتہ تھے۔ حضرت شیخ بہاء الدین کے مزار کلاں میں آپ کی زیارت گاہ موجود ہے۔ نرورہ کی زیارت گاہ میں چند تبرکات موجود ہیں۔ جنکی نشاندہی کیجاتی ہے کہتے ہیں۔ کہ یہ تبرکات سید احمد کرمانی کے ہمراہ تھے۔ اور بابا مسعود نرودی رح اپنے خلیفہ کو سپرد کئے ہیں۔ مخدوم بہاء الدین زکریا ملتانی تک آپ کے پیران طریقت کا شجرہ بچند واسطہ پہونچتا ہے۔

مخدوم شیخ احمد قاری اس بات پر اجمالی صورت میں ہر ایک محقق مبصر کو اتفاق ہے۔ کہ آپ جناب مخدوم بہاء الدین زکریا ملتانی کی ذریت سے ہیں۔ یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ خاندانی انتساب کے لحاظ سے حضرت مخدوم بہاء الدین کو قریشی اسدی تصور کرتے ہیں۔ مخدوم شیخ عباس ملتانی نے یہ کام کیا۔ کہ اپنے بیٹے مخدوم شیخ احمد قاری کو ظاہری اور باطنی حیثیت سے خود تربیت کیا کرتے تھے باضابطہ اپنا جانشین بنایا۔ بیٹا بھی محنتی سعادتمند تھا۔ وہ اپنے والد ماجد کی خدمت گذاری کے فرائض بجالاتے رہے۔ ۹۲۶ھ میں والد ماجد نے ملتان کے حدود میں انتقال کیا۔ بیٹے کو حرمین شریفین کی زیارت کی باطنی تحریک پیدا ہوئی۔ عربستان پھر ہندوستان کی سیر سیاحت کا لطف اٹھایا۔ لاہور میں ایک خاص عرصہ تک مقیم رہا۔ شیخ محمد قاری لاہوری مشہور مدرس تجوید دان کے درسگاہ میں آکر قرادت تجوید کے علوم کا کافی سرمایہ حاصل کیا۔ حضرت شیخ بابا داؤد خاکی رح کی تحریک ترغیب سے جو کہ ملتان اوچہ کے مشہور پیران طریقت کی زیارت سے واپس آکر لاہور میں وارد ہوئے تھے۔ سرزمین کشمیر میں پہونچ گئے۔ یہاں آکر حضرت سلطان العارفین مخدوم شیخ حمزہ کے ارشاد کی تعمیل کی۔ قرآن شریف کے درس و تدریس قرادت تجوید خوانی کا وسیع سلسلہ برپا کر دیا۔ محلہ قطب الدین پورہ میں دریائے بہت کے شرقی کنارے پہ جہاں کہ ابو المظفر جہانگیر

ہ ۵۷۸ھ میں آپ پیدا ہوئے ہیں۔ ۶۶۶ھ میں دنیا سے چل بسے۔ ملتان میں آپکی زیارتگاہ مشہور ہے

شاہ نے اپنی ملکہ معظمہ نور جہاں بیگم کے ارشاد پر ایک بڑی مسجد یعنی نو مسجد سنگین بعد میں آباد کی ہے - آپ نے سکونت اختیار کی - ایک بڑی خانقاہ کا احاطہ برپا کر دیا - آخر سنہ ۹۶۹ میں آپ نے انتقال کیا - اپنے مسکن بلکہ اپنے خانقاہ کے سامنے دفن کئے گئے - توفّی اعلم القرا آپ کی تاریخ وفات ہے -

(۴) بابا داؤد خاکیؒ ! چند سال کا عرصہ گذرا - کہ مقدّس زندگی ایک بڑی کتاب تصنیف ہوئی ہے - جس میں حضرت شیخ بابا داؤد خاکیؒ کے حالات نہایت تفصیل کے ساتھ درج کئے گئے ہیں - خلاصہ یہ ہے - کہ کشمیری الاصل گنائی خاندان سے نسباً آپ تعلق رکھتے تھے - خواجہ محمد اعظم دیدہ مری ملا بہاء الدین خوشنویس اور تاریخ حسن کے مصنف وغیرہ یہ لکھتے ہیں - کہ گنائی سابقہ زمانے میں زبردست منشی خوشنویس کو کہتے ہیں - اور یہ لوگ کشمیری پنڈتوں کی اونچی ذات سے اپنے خاندانی نسبت ملاتے ہیں - تو گنائی جو کہ مخدوم بابا عثمان اوجب گنائی کے چچیرے زاد بھائی ہیں - تو مولانا خاکی کے باعتبار جد بزرگوار ہیں سنہ ۹۲۸ میں آپ پیدا ہوئے ہیں - مولینا نصیر خندہ لوئی مولوی میر رضی الدین میر افضل - ملا شمس الدین پال جیسے اولوالعزم مقتدر علما کے مدارس میں حاضر ہو کر علمی فضایل کا بڑا سرمایہ حاصل کیا - ساتھ ہی شاہی دربار میں رسائی حاصل کی - سلطان علی شاہ چک والی ملک کے شاہزادوں کے لئے ایک خاص مدّت تک اتالیق رہا - عزّت و احترام دیکھا - اسی اثنا میں باطنی جذبات سے متاثر ہو کر حضرت السلطان العارفین کے درگاہ پر آیا - روحانی تعلیمات صوفیانہ مشاغل - بیعت ارشاد نامہ حاصل کیا - فنا فی الشیخ کا مقام پایا -

بابا نصیب الدین غازی ہجباری حاجی داؤد بلخی خواجہ مسعود پانپوری - شیخ محمد رسا - حاجی وتر بابا - شیخ غازی الدین کول وغیرہ آپ خاص خلفا کے

بڑے زمرے میں شامل ہیں۔ جناب سید احمد کرمانی مخدوم شیخ احمد قاری سید شاہ اسماعیل شامی خصوصاً جناب شیخ بابا ہردی ریشی اسلام آبادی سے جبکہ آپ کو متواتر لطف آمیز ملاقاتیں میسر ہوئی ہیں۔ تو وہ بے حد مسرور اور کامیاب ہوئے ہیں۔ ربانی لطائف معارف شناسی کے راز رموز کا اظہار کرتے رہے۔ ورد المریدین۔ دستور السالکین۔ مجموعۃ الفوائد رسالہ خمریہ غسلیہ۔ جلالیہ۔ قصیدہ لامیہ۔ شرح قصیدہ لامیہ۔ وغیرہ آپ کی تصنیفات میں یادگار ہیں۔ شیخ محمد سعید خاکی آپ کے خلف الصدق ہیں۔ جو کہ میر میرک اندرابی کے دختر زادہ ہیں۔ مشاہیر کشمیر نے جو وفد منتخب مقرر کر کے چک خاندان کے جابرانہ حکومت کی مدافعت اور مغلیہ خاندان کی عملداری کا سکہ بٹھانے کے لئے اکبر بادشاہ کے دربار میں بھیجدیا ہے۔ اس میں مولانا خاکی بھی ایک رکن رکین تھے۔ آپ کے وفات کی تاریخ خیر مقدم کے فقرے سے نکالتے ہیں۔

حضرت ایشان شیخ یعقوب صرفی رح | جس زمانے میں حضرت ایشان کا وجود مبارک اس دنیا میں ظاہر ہوا ہے۔ اسوقت سلطان محمد شاہ والئی کشمیر کی چارھویں دفعہ تخت نشینی سے ۲½ سال گذرے تھے۔ یعنی ۹۲۸ھ میں آپ پیدا ہوئے ہیں۔ عاصمی گنائی کے بڑے خاندان میں شامل تھے۔ یہ خاندان نجابت شرافت کے لحاظ سے نہایت ہی اعلیٰ ممتاز تصور کیا جاتا ہے مولانا محمد آنی اخوند ملا نصیر خندہ بونی کے درسگاہ میں حاضر ہو کر علم کامل حاصل کیا۔ شعر و سخندانی بڑی خصوصیت کے ساتھ دلچسپی لے لی۔ جناب حضرت سید علی ہمدانی رض کے روحانی ارشاد سے بہ خوارزم کی راہ لیکر مخدوم شیخ کمال الدین حسین خوارزمی کے پاس پہونچے۔ خدا شناسی کے فیوض و

؎ آپ مولانا حضرت عبدالرحمن جامی رح کے خاص شاگرد اور مرید ہیں۔ جناب قطب العالم شیخ بہاء الدین گنج بخش رح کے مشہور مقبرے میں مدفون ہیں۔ آپ شعر و سخندانی کے فن میں بے نظیر تصور کئے جاتے تھے۔

برکات سے فایدہ اٹھانے کا پورا ثبوت دیدیا۔ یہانتک اپنے پاک ارادہ کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے کے لئے خدمتگذاری کی وہ روش اختیار کی۔ جسکی بدولت پیر و مرشد بےحد مسرور ہوئے۔ ارشادنامہ لکھکر دیدیا۔ ۲½ سال کے بعد واپس آگرہ آپنے وہ لایحۂ عمل ظاہر کیا۔ جو کہ مسلم باشندگان کے لئے از حد مفید کارگر ثابت ہوا۔ دوسری دفعہ سیر و سیاحت صحرانوردی کی فکر دامنگیر ہوئی۔ خراسان عربستان حرمین شریفین ہندوستان ایران مشہد کربلا ختلان بغداد بخارا وغیرہ غرض اسلامیہ مشہور بلاد کے مشہور مقدس بزرگانِ دین علما فضلا سادات کی خدمت میں پہونچکر نسبت آگاہی پائی۔ شیخ ابن الحجر مکی سے علم حدیث کی باضابطہ سند حاصل کی۔ شیخ سلیم چشتی فتحپوری۔ جناب امام ربانی مجدد الف ثانی کی نورانی صحبت کا لطف اٹھایا۔ میر محمد عاصمی گنائی میر محمد حنفہ ملا حسین اخاقی خواجہ حبیب اللہ حبی نوشہری۔ سید میر حمزہ کبریہ خواجہ حاجی بانڈے خواجہ یوسف بانڈو۔ شاہ قاسم حقانی وغیرہ آپکے خاص خلفا ہیں۔

مندرجۂ ذیل آپکے تصنیفات کا حیات صرفی سے پتہ ملتا ہے

(۱) مسلک الاخیار (۲) دیوان صرفی (۳) کنز الجواہر (۴) مناسک الحج۔ (۵) شرح اربعین (۶) ذکریہ (۷) وامق عذرا (۸) لیلیٰ مجنوں (۹) مغازی النبی (۱۰) مقامات مرشد (۱۱) شرح تعلیقات صحیح البخاری (۱۲) حاشیہ توضیح تلویح (۱۳) مطلب الطالبین (۱۴) روایح (۱۵) شرح رباعیات یہ کتابیں توحید خالص حق شناسی روحانی لطایف اور علمی ادبی خوبیوں کے بہترین مجموعے ہیں۔ آپ کے طبعزاد قصایئد۔ غزلیات۔ نعت۔ مناقب منظوم جواہرپارے بڑے امتیاز اختصاص سے چمکتے ہیں۔ موجود ہیں۔

سہ خاشع آپ کی ولادت کی تاریخ ہے۔ ۹۷۱ ۲۹ ماہ صفر سنہ ۱۰۳۵ آپنے دنیا کو خیرباد کہا۔ نسب کے لحاظ سے آپ حضرت فاروق اعظم رض کے ذریت سے ہیں۔

سنہ ۹۶۱ھ سے لیکر ۳۲ سال کی مدت تک چک خاندان کے جابر حکام کی متعصبانہ روش نے اہل سنت کے بڑے طبقہ پر ہر ایک لوح سے نہب غارت سے قید قتل سے دار وگیر جبر و استبداد سے جو صدمات پہونچائے ہیں وہ تاریخنامہ جات کشمیر خصوصاً گلشن کشمیر اور فتوحات کشمیر کے صفحات میں مذکور ہیں۔ آخر وہ زمانہ آگیا جبکہ مظلوم سنی طبقہ نے اتفاقاً مشورہ کرکے ایک خاص وفد منتخب مقرر کیا۔ خاص وفد نے اکبر بادشاہ کے دربار تک پہونچکر چک خاندان کے ظالمانہ راہ و رسم کی ساری روئیداد سامنے رکھدی۔ اور تسخیر کشمیر کے لئے تحریک کی۔ وفد کے ارکان کا سرحلقہ مولانا صرفی تھے۔ جو کہ اپنی تحریک میں کامیاب ہوئے۔ شیخ الباطن آپکے وفات کی تاریخ بیان کیجاتی ہے۔ محلہ زینہ کدل کے غربی کنارے پر آپکی مشہور زیارتگاہ واقع ہے۔ جس کی تولیت کے ضروری لوازمات جناب شیخ شاہ عبدالوہاب نوری کے خاندانی موجودہ افراد کم و بیش بجا لاتے ہیں کہتے ہیں۔ کہ جناب شاہ شیخ عبدالوہاب نوری کے اسلاف کا مادری سلسلہ حضرت ایشان رح کے خاندانی افراد تک جاکر ملتا ہے۔

قاضی میر موسیٰ شہید

شاہ میری خاندان کی حکومت کا دور تھا۔ اور سلطان بڈشاہ جو اس خاندان کا ممتاز چشم و چراغ تھا۔ مسند آرا تھا۔ میر محمد بخاری نے اپنے قدیمی وطن بخارا کو الوداع خیرباد کہکر سرزمین ہذا میں آکر سکونت کا تعلق پایا۔ اہل دربار کے بڑے زمرے میں شامل رہا۔ قضایائی کشمیر نگرانی مدارس اور جاگیرداری کا اعزاز حاصل کیا۔ میر ابراہیم۔ میر کمال الدین

میر محمود - میر محمد قاضی - اور جناب میر نازک نیازی قادری - میر موسیٰ قاضی
شہید - یہ سارے حضرات میر محمد علی بخاری بڈشاہی کے مشہور خاندان
کے محترم افراد تھے - جو کہ علم فضل میں یکتائے روزگار گنے جاتے تھے -
قاضی میر موسیٰ نے علوم درسیہ میں اعلےٰ قسم کی مہارت پیدا کی
قضایائے کشمیر کا بڑا عہدہ حاصل کیا - مسجد جامع کے بام کو مرمت
کی - قاضی باغ اور قاضی مسجد بھی بنوائی - جناب شیخ العرفا مخدوم
شیخ حمزہ کے ایک خاص خلیفہ سید میر خان ہروی الاصل[*] کے صاحبزادی
سے شادی کی - جو کہ قاضی میر محمد صالح کی والدہ تھی - اس زمانے میں چک
خاندان کے عملداری نظر آتی تھی - یہ وہ زمانہ تھا - جبکہ امامیہ اثنا عشریوں نے
اہل کشمیر پہ جو کہ سب کے سب حنفیہ سنی المذہب تھے - جابرانہ حیثیت سے
حملہ کیا تھا - اہل سنت کے استیصال میں کوشاں رہے - عوام النّاس
کی کیا بات - خاص خاص افراد بھی شیعہ مذہب کو قبول کرنے کے لئے
مجبور کئے گئے تھے - یہاں تک کہ ان کی تشدد آمیز غالب سلوک کی ہقدر
بڑھ گئی - کہ یعقوب خان چک والی کشمیر مشہور متعصب شیعہ نے
قاضی القضات میر موسیٰ کو اس فتوا کی تحریر کی تحریک کی - کہ اہل سنت بھی
اذان میں علی ولی اللہ کے فقرے کو پڑھا ہیں - مگر قاضی میر موسےٰ نے
اپنے مذہب کے حقانیت حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے حریت پسندی سے
کام لے لیا - اور قطعاً انکار کر دیا جس کی بنا پہ یعقوب خان برافروختہ ہو کر
منصوبے باندھنے لگا - اور میر موسےٰ کے قتل کے در پے رہا - چنانچہ
۹۹۴ھ آپ شہید کئے گئے - آپ کے بڑے فرزند میر محمد صالح نے
سید میر خان کے خلف الصدق سید میرک خان کی صاحبزادی سے

[*] حضرت سلطان العارفین کے خاص خلفا میں سے تھے - چنانچہ اپنے پیر و مرشد کے زیارتگاہ کے سامنے آپکا مدفن موجود ہے

شادی کی - لیکن سیادت کا دعوائے انہوں نے اور ان کی اولاد نے موجودہ زمانے تک نہیں دیا - قاضی میر موسیٰ شہید کے شہادت کے ساتھ ساتھ ہی چک خاندان کے غیر معتدل عملداری اور امامیہ اثنا عشریوں کے مذہبی زور غلبہ کا بھی خاتمہ ہوگیا - آپ کے وفات کی تاریخ کا قطعہ حسب ذیل ہے -

قاضی دین دوست رب المجید ۔۔۔ بہر دین جام شہادت در کشید
بہر تاریخ وصالش گفت دل ۔۔۔ از تجلی آمد این موسیٰ شہید

سید مبارک خان | سید تاج الدّین بیہقی آپ کے مشہور جد بزرگوار ہیں - جو کہ بیہق ملک خراسان میں سکونت رکھتے تھے - اور وہاں انتقال کر کے دفن کئے گئے ہیں - سلطان سکندر شاہ کی اعتدال پسند حکومت جلوہ افروز تھی - کہ سیّد تاج الدّین کے بیٹے سیّد محمد بیہقی یہاں آکر اہلِ دربار کے زمرے میں شامل رہے - چنانچہ بیہقی بیگم اپنی لڑکی کی شادی سلطان بڈشاہ ہر دلعزیز مشہور فرمانروائے کشمیر سے کی - چک خاندان کی عملداری میں سیّد مبارک خان نے بڑی جبروت جراءت اور حریت پسندی سے کام لیتے ہوئے بڑی فوج کی سپہ سالاری کا عہدہ حاصل کیا - لڑائیوں میں کامیاب رہا - آخر شاہی اہلِ دربار کے نفاق پسندی خانہ جنگی اور خطرناک اختلاف کے زمانے میں مستقل حکومت کا تاج بھی ایک خاص مدت کے لئے آپ نے سر پر رکھا - مگر مفسد اہلکاروں کی متعصبانہ روش دیکھکر درباداری اور حکومت سے ہاتھ دھو بیٹھا - حضرت سلطان محبوب العالم کے بڑے درگاہ تک آیا - توبہ استغفار کر کے اپنی پرانی کرتوت سے نادم ہوئے - میر عبدالرشید بیہقی آپ کے بڑے خاندان میں

ایک مشہور بزرگ گذرے ہیں۔ اسرار الاخیار کے مصنف کے اس لوٹ کی تاسید مبارک خان ذکر نسب سادات بیہقی موجب کتاب ست آئندہ مطلق خیر افواہ ہے کا مدلل جواب تذکرۃ المنتقی میں دیا گیا۔ جس میں بیہقی سادات کے حالات تفصیلاً مذکور ہیں۔ "شہید رفت ۹۹۹" سید مبارک خان کے وفات کی تاریخ ہے۔

شیخ بابا ہردی ریشی اسلام آبادی۔ ریشی اصل میں رکھی سے ماخوذ ہے قدیم ہندوؤں میں ایک بڑی جماعت موجود تھی۔ جو کثیر المشقۃ ریاضات میں متوجہ ہو کر دنیاوی خواہشات سے مطلقاً بے تعلق رہی تھی جسکو لوگ رکھی ریشی کہتے تھے۔ اس قسم کے لوگ اسلام میں آئے۔ تو وہ اس رباعی کے صحیح معنوں کے مصداق بن گئے ؎

آنکس کہ ترا شناخت جان راچہ کند
فرزند و عیال و خانمان راچہ کند
دیوانہ کنی وہر دو جہانش بخشی
دیوانۂ تو ہر دو جہان راچہ کند

بابا ہردی ریشی اپنے زمانے میں جو کہ چک خاندان کے عہد حکومت بالفاظ دیگر حضرت سلطان العارفین کے مذہبی عام تبلیغات کا زمانہ تھا اس فرقہ کے پیشوا تھے۔ سنہ ۹۰۹ھ میں آپ پیدا ہوئے۔ آپ کے آبا و اجداد لوہار آہنگری کا کام کرتے تھے۔ جناب شیخ العالم شیخ نور الدین ریشی نے ایکسو سال پیشتر آپ کے ولادت بلکہ آپ کے ریشیانہ حالات کی اشارات پیشینگوئی کی صورت میں بیان کی تھی۔ ابھی آپ لڑکپن کے عالم کو سیر کرتے تھے۔ کہ غیر مانوس دنیاوی تعلقات سے بے اثر رہے۔ خلوت نشینی

صیام قیام کا طریقہ اختیار کیا۔ اولیائے کرام صحابہ خصوصاً جناب رسول مقبول صلعم کی نورانی صحبت روحانی توجہات سے متاثر ہو کر نسبت آگاہی پائی۔ ریشیانہ زندگی میں اپنا وقت بسر کیا۔ اور جنگلات غاروں اور دڑوں میں رہائش کی۔ آخر حضرت سلطان کی خدمت میں حاضر ہو کر ارادتمندی کے مخصوص حلقے میں باضابطہ منسلک رہا۔ بلکہ بقول خواجہ محمد اعظم دیدہ مری "بعد عمرے باشارۂ حضرت مخدوم گوشت خوردہ راہِ ترقی برد۔ بلکہ بواسطۂ آنجناب داخل در طریقہ سہروردی ہم شد۔ و شجرۂ پیرانِ طریقت گرفت۔" ۷۷ سال کی عمر تک پہونچکر ۸۶۱ھ میں آپنے وفات پائی۔ قصبۂ اسلام آباد میں آپ کی زیارتگاہ موجود اور مشہور ہے رسالہ ہذا کے اخیر پہ چند ابیات درج کئے جاتے ہیں۔ پیران طریقت

جن میں جناب رسول مقبول صلعم سے لے کر حضرت محبوب سبحانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی کے پیران طریقت کے اسما مناجات کے حیثیت سے قلمبند کئے گئے ہیں۔

یارب بشہِ سریرِ لولاکؐ | فخرِ ملکوت و تاجِ افلاک | شاہنشہِ انبیا محمدؐ
مرآتِ خدا نما محمدؐ | یارب بحقِ چہار یارش | باآل و صحابہ و تبارش
یارب بعلیؑ شہِ ولایت | سرفوجِ معارف ہدایت | یارب بحسینؑ شاہِ مظلوم
آن فخرِ زمان زینِ عباد | یارب بعلیِ امامِ سجادؑ | فرزندِ رسول امامِ معصوم
یارب بحقِ امامِ باقر | آن بحرِ مناقب و مفاخر | یارب بعلوم شاہ جعفر
رونق دہِ مسندِ پیمبر | باحرمتِ کاظم و جمالش | یارب بعلی رضا و آلش
یارب بکمالِ شیخ داؤد | کو زیبِ فزائے بزمِ بیخود | یارب بصفای شیخ معروف
کو بود بخلقِ پاک موصوف | یارب بسری سیرت او | یارب بحقِ بصیرتِ او

یارب بجنید گنج ایقان — سر دفتر اولیائے یزدان — با شبلی و ہمت جلالش
با آن جذبات لا یزالش — یارب بحق شہ فلک جاہ — عبد الواحد امام این راہ
یارب بہ ابو الفرح شہ دین — حق مظہر و حق نماد حق بین — یس بو الحسن آن امام قیوم
یارب بہ ابو سعید مخدوم — یارب بکمال قطب آفاق — شاہنشہ اصلان باطلاق
قیوم جہان و غوث اعظم — عبد القادر آن امام عالم — کن سرخوشم از رحیق توفیق
تا راہ بریم بہ بزم تحقیق — بکشا در جذبہ بر دہیم — تا در رہ تو بداین یدیم

خاندانی افراد علاقہ لولاب کانٹھ پورہ میں اندرابی سادات کے بڑے خاندان کے بانی میر ابراہیم ہیں۔ جو کہ میر حاجی عتیق اللہ شہید سعید کے تیسرے بیٹے تھے اور جسکی تاریخ وفات یوں بیان کیجاتی ہے ؎ چون ز دنیا پاکشید آمد ندا جائے ابراہیم گلزار بہشت میر ابراہیم کے بڑے بھائی کا نام میر خیر الدینؒ تھا جس کے خداد دوست پوتے پڑپوتے میر محمد صادق اور میر محمد شاہ قصبہ بارہمولہ میں سکونت رکھتے تھے۔ بڑی عزت سے پیری مریدی کا پیشہ کماتے تھے۔

سنہ ۱۱۴۷ھ میں سعید شہید حاجی عتیق اللہ اندرابی کے دوسرے بیٹے میر کمال الدینؒ نام کی ولادت ہوئی۔ جو کہ خواجہ محمد اعظم دیدہ مری اخوند ملا عبد السلام وکیل۔ سید غلام شاہ آزاد غاریاری کے نظر یافتہ تھے۔ بعدہٗ جناب شیخ عبد الوہاب نوری حرکی خدمت میں روحانی تعلیمات کا مزید سرمایہ حاصل کر گئے۔ میرزا محتشم خان دار کے بھائی میرزا محمد سعید خان کی صاحبزادی سے شادی کی۔ میر جمال الدین پیدا ہوئے۔ جس نے میر لطف اللہ ایک مشہور سید باشندہ کھیمہ کی بہن کی وفات کے بعد میر محمد عاصم رتنی پوری کی بیٹی سے نکاح کیا۔ میر جلال الدین۔ میر احمد۔ میر سعید۔ میر یوسف میر عزیز الدین۔ یہ پانچ بزرگ میر جمال الدینؒ کے بیٹے ہیں۔ رتنی پورہ کے باشندے اپنے نسب نامے سید محمد اندرابی کے بیٹے سید اسماعیل تک

ملاتے ہیں۔ میر محمد صادق ابتدا ہی سے مجذوب تھے۔ میر صالح کی ذریت کثرت سے
موجود ہے۔ میر عزیز اللہ پاری گامی سید احمد قاسم اندرابی سے جو کہ موضع
پوچھل پرگنہ چھراٹ میں سکونت رکھتے تھے۔ نسباً تعلق رکھتے تھے۔ سید
شاہ میرزا۔ سید شاہ حسن۔ میر جعفر۔ عبدالرزاق اور میر ابوالحسن اندرابی
یہ سارے بزرگ مشہور پیرزادے تھے۔ اور موضع پوچھل میں مدفون ہیں۔
موضع اونتی پورہ کے زیارتگاہ میں جہاں کہ سید حسن منطقی مدفون ہیں۔
میر محمد یوسف کے بیٹے میر داؤد نام بھی وہاں دفن کئے گئے ہیں۔ میر عبدالشکور
عبدالصبور۔ عبدالحمید۔ میر حامد۔ میر عاصم یہ سب حضرات میر داؤد کے
پوتے پڑپوتے اپنے ہاتھ سے زمینداری کرتے تھے۔ تمت بالخیر

---

[1] آپ موضع تھیدی علاقہ پھاک میں سکونت رکھتے تھے۔ حرمین شریفین کی
زیارت سے مشرف ہوئے۔ شیخ احمد تارہ بلی رح کے نظر یافتہ تھے۔ ہمدانی۔
تھیدی مشہور بزرگ سادات کے خاندانی افراد سید تاج الدین ہمدانی۔
سید حسن خان بہادر۔ سید کمال الدین حافظ۔ میر نعمت اللہ۔ میر ابراہیم ریشی
محمد اعظم سہروردی وغیرہ کے حالات مختلف کتابوں میں مذکور ہیں۔

[2] مولوی فاضل میرک شاہ۔ میر احمد سعید۔ میر جلال الدین اندرابی خاندانی افراد محلہ ملارٹہ
میر محلہ میں ساکن ہیں۔ میر جلال الدین کے والد ماجد میر مقبول شاہ ولد میر محمد مختار نہایت ہی
زاہد بااخلاق متورع اور متشرع گذرے ہیں۔ میر محمد رافع آپ کے اجداد میں سے ہیں۔ جو کہ
میر محمد عنایت اللہ صدر کے خلف الصدق ہیں۔ میر سیف الدین وندہ ہامی کا نام نامی سرینگر
کشمیر اور پنجاب کے حدود میں مشہور ہے۔ سال بسال پنجاب میں جاکر پیری مریدی کے
رسوم بخوبی بجالاتے ہیں۔ وہ بھی سید شاہ میرزا کی ذریت سے ہیں۔